رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

Regd No P-67

۱۰ اخاء ۱۳۴۲ ہش | ۲۱ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ | ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

ربوہ۔ ۵ اکتوبر۔ بوقت ۸½ بجے صبح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ۔ ۵ اکتوبر۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت گذشتہ دو تین روز سے پہلے کی نسبت بہتر چلی آرہی ہے۔ البتہ کل دوپہر کے وقت ضعف کی تکلیف ہو گئی۔ احباب حضرت ممدوحہ کی کامل و عاجل صحت کیلئے دعا کریں۔

قادیان۔ ۲ اکتوبر۔ محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی آج پاکستان سے واپس بخیریت تشریف لے آئے۔

قادیان۔ ۸ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

انگلستان میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

برائٹن میں تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز۔ رسالہ "مسلم ہیرلڈ" کی اشاعت۔ لٹریچر کی تقسیم

از مکرم بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد فضل لنڈن

مارچ ۱۹۶۳ء کے شروع میں ہماری بریڈ فورڈ کی جماعت کے سیکرٹری تبلیغ مسٹر مبارک احمد لون نے ویکفیلڈ جیل میں ایک قیدی سے ملاقات کی۔ اس دوران میں گورنر جیل نے خواہش ظاہر کی کہ ایک انگریز قیدی کو اسلامی تعلیم کی تبلیغ کے لئے کسی مسلم مشنری کی خدمات کی ضرورت ہے۔ مسٹر مبارک نے لنڈن مشن کا پتہ دیا۔ چنانچہ جیل کے ڈپٹی گورنر کے ساتھ وقت اور تاریخ کی تعیین کر کے مکرم امام صاحب ۷ مارچ کو ویکفیلڈ تشریف لے گئے۔ گرد و نواح کے احمدی احباب بھی بریڈ فورڈ میں جمع ہو گئے۔ مکرم امام صاحب نے ان سے خطاب فرمایا۔ اور ان کو احمدیت کا صحیح نمونہ پیش کرنے کی نصیحت کی۔

اگلے دن آپ نے جیل میں انگریز قیدی سے ملاقات کی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ نے اسے اسلامی تعلیمات سے روشناس کیا اور اسے کچھ لٹریچر دیا۔ آپ نے جیل کے ڈپٹی گورنر سے بھی ملاقات کی اور قرآن مجید فلاسفی آف دی ٹیچنگ آف اسلام اسس کو تحفۃً پیش کی۔

رسالہ مسلم ہیرلڈ

لنڈن مشن کا ماہوار انگریزی رسالہ مسلم ہیرلڈ خاکسار کی ادارت میں باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ افریقہ اور یورپ وغیرہ کے علاوہ یہ رسالہ مشرق بعید اور امریکہ بھی بھجوایا جاتا رہا۔

علاوہ ازیں انگلستان میں چونکہ اردو دان احباب بھی کافی تعداد میں موجود ہیں اس لئے ایک اردو پرچہ کے اجراء کی تجویز ہوئی۔ چنانچہ ایک پندرہ روزہ اخبار "اخبار احمدیہ" کے نام سے جاری کیا گیا۔ یہ تجویز سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تھی۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل یہ پرچہ سائیکلوسٹائل مشین پر چھپتا ہے۔

برائٹن سب مشن کا آغاز

خاکسار جب ۱۹۶۰ء میں پاکستان گیا تھا تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دوران ملاقات ارشاد فرمایا تھا کہ برائٹن میں تبلیغ کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ حضور اقدس نے ۱۹۲۴ء میں خود برائٹن تشریف لے جانے کا بھی ذکر فرمایا۔ جبکہ برائٹن کے میئر نے حضور اقدس کو چائے کی دعوت پر بلایا تھا۔ حضور اقدس نے اس موقعہ پر تقریر بھی فرمائی تھی جو وہاں کے لوکل پریس میں چھپی تھی۔ حضور نے مزید فرمایا کہ ۱۹۲۴ء میں حضور کو میئر نے وہ کمرہ بھی دکھایا، جہاں ملکہ ایلزبتھ کے زمانہ میں اس کی اسپین کے مقابلہ پر مدد کرنے کے لئے ترک جرنیل ٹھہرے تھے۔ ان جرنیلوں نے اس کمرہ میں کلمہ طیبہ بھی لکھا تھا جس کے آثار اب تک موجود ہیں۔ حضور اقدس نے بڑے جوش سے فرمایا کہ اب پھر اسلام کے سپاہیوں کو تبلیغ کے ذریعہ اس شہر کے باشندوں کی مدد کرنی چاہیئے۔

برائٹن لنڈن سے ۶۵ میل کے فاصلہ پر ساحل سمندر پر واقع ہے۔ گرمیوں میں لاکھوں کی تعداد لوگ یہاں چھٹیوں پر آتے ہیں۔ ساحل سمندر کا نظارہ یہاں بیحد خوبصورت ہے۔ شہر کے وسط میں رائل پیویلین کے نام سے ایک بہت بڑا محل ہے۔ جو مغلیہ طرز تعمیر کا نمونہ ہے یہ عمارت بوجہ گنبدوں اور میناروں کے مسجد کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اور پہلی مرتبہ ہر مسلمان یہی سمجھتا ہے کہ شاید برائٹن میں بھی مسجد ہے یہ محل لمبے عرصہ تک شاہی خاندان کی قیامگاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ آجکل یہ زائرین کے لئے کھولا گیا ہے۔ برائٹن میں ہمارے مبلغین وقتاً فوقتاً جا کر تقاریر کرتے رہے ہیں۔

جولائی میں خاکسار نے مجلس عاملہ کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ہمیں حضور اقدس کی خواہش کی تعمیل میں برائٹن میں ایک سب مشن قائم کرنا چاہیئے۔ اور برائٹن میں موزوں جگہ پر کوئی ہال وغیرہ لے کر ہفتہ وار تقاریر کا انتظام کرنا چاہیئے اس طرح آہستہ آہستہ ہم یہاں مستقل طور پر باقاعدہ مشن کی بنیاد رکھ سکیں گے۔ مجلس عاملہ نے اس میں کافی دلچسپی لی۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ خاکسار اس بارہ میں مزید کوشش کر کے تفاصیل طے کرے۔ چنانچہ خاکسار اور مکرم عبد العزیز دین صاحب برائٹن گئے اور وہاں کے مقامی لوگوں سے معلومات وغیرہ حاصل کیں۔ اور یہ کوشش کی کہ کوئی ہال مل جائے۔ جہاں ہم باقاعدہ میٹنگز منعقد کر سکیں۔ دوسری مرتبہ خاکسار اور چوہدری رحمت خاں صاحب امام مسجد لنڈن برائٹن گئے۔ مکرم مولوی عبد الحکیم صاحب نے اپنی کار پیش کی اور ساتھ تشریف لے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے برائٹن کے مشہور رائل پیویلین میں ہی ایک بڑا کمرہ ہمیں مستقل طور پر کرایہ پر مل گیا (باقی صفحہ ۱۱)

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا بہترواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء منعقد ہوگا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء

افریقہ میں کامیاب تبلیغ اسلام

اگرچہ اسلام کی تبلیغ کا کام روئے زمین کے سبھی مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔ لیکن بدقسمتی سے جس قدر اہم یہ فریضہ تھا اسی قدر مسلمانوں کی طرف سے اس بارہ میں بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی جاتی رہی۔ زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات کے باوجود ایک وقت تک تو علمائے کرام اس غلط نظریہ پر جمے رہے کہ جہادِ اسلامی سے مراد فقط جہاد بالسیف ہی ہے اور جو شخص اس کے سوا جہاد کا کوئی اور مفہوم بھی پیش کرے وہ غلطی پر ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بہتیرا معقول دلائل کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی کہ حالات بدل چکے ہیں۔ اسلام کے مخالفین اب اسلام کے خلاف تلوار نہیں اٹھاتے۔ تلوار کے ذریعہ مذہبی جنگوں کا زمانہ نہیں رہا۔ اب تو جس قسم کا حربہ مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کو مٹانے، اس کا اثر دلوں سے محو کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اسی طور پر مسلمانوں کی طرف سے بھی کوشش عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اور اس کی صورت یہی ہے کہ قلمی جہاد کیا جائے اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ مگر افسوس کہ "علماء" کی طرف سے سخت مخالفت کی گئی۔ اور آپ کو اور آپ کی جماعت کو اپنے ہی بھائی بندوں سے وہ باتیں سننا پڑیں کہ جس کی ایک لمبی دردناک داستان ہے۔ اس کے باوجود حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے قلمی اور لسانی جہاد کی مہم کو جاری رکھا اور اپنی جماعت کو اسی نہج پر تیار کیا۔ اور الحمد للہ کہ اس طرح کی لگاتار کوشش کے خوشکن نتائج اب منصۂ شہود پر آ رہے ہیں۔ آج سے پون صدی پیشتر قادیان کی مقدس بستی سے جو آواز بلند کی گئی تھی خدا کے فضل سے اب دنیا کے اکناف تک پہونچ رہی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی گونج اب تو بعض دیگر مسلم تنظیموں اور بعض اسلامی ممالک کے ایوانوں سے بھی سنائی دینے لگی ہے۔ بلاشبہ یہ ایک بڑی ہی خوشکن تبدیلی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے غیر معمولی حکیمانہ تصرفات کے تحت مسلمانوں کے اذہان میں اندر ہی اندر پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی تازہ مثال اخبارات میں شائع ہونے والی حسب ذیل خبر سے مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔

لائل پور (پاکستان) سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "المنبر" مورخہ ۲۸ ستمبر میں "افریقہ میں سعودی مبلغین" کے زیر عنوان ایک خبر ان الفاظ میں شائع ہوئی:۔

"یہ خبر پوری اسلامی دنیا میں مسرت و انبساط کی لہر دوڑا دے گی کہ سعودی گورنمنٹ نے مدینہ یونیورسٹی کے تحت عالمی تبلیغی مشن کا آغاز کر دیا ہے۔ چنانچہ پچھلے ہفتہ یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ مدینہ یونیورسٹی کے مبلغین کا ایک وفد افریقہ جائے گا۔ اس وفد کے تمام مصارف شاہ سعود ادا کریں گے۔"

یہی خبر دہلی کے روزنامہ الجمعیۃ میں چند روز قبل "تبلیغ کے لئے سعودی عرب کی اسکیم" کے عنوان کے تحت ایک متوازن تبصرہ کے ساتھ اس طرح شائع ہوئی:۔

"مکہ مکرمہ کے اخبار "الندوہ" کی اطلاع ہے کہ مدینہ یونیورسٹی نے وزراء کی کونسل کے سامنے افریقہ میں اشاعتِ اسلام کے لئے ایک اسکیم پیش کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت مدینہ یونیورسٹی نے افریقہ میں تبلیغِ اسلام کیلئے مسلم مشنریوں کی ایک پارٹی کو بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے مصارف حکومت سعودی عربیہ برداشت کرے گی۔ پہلے سنا تھا کہ صدر ناصر افریقہ میں عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے اشاعتِ اسلام کی ایک اسکیم تیار کر رہے ہیں۔ نہ معلوم اس کا کیا حشر ہوا اگر سعودی عرب نے بھی کوئی ایسی اسکیم بنائی ہے تو اسے جلد سے جلد عملی جامہ پہنانا چاہیئے۔

افریقہ میں ایک طبقہ اشاعت اسلام کے لئے بہت کوشش کر رہا ہے۔ وہاں سے اس کے انگریزی اخبارات بھی نکلتے ہیں۔ اور ریڈیو پر تقریریں بھی ہوتی ہیں اور اس کی طرف سے اسلامی اسکول بھی کھولے گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ افریقہ میں تمام مسلم فرقے اشاعتِ اسلام کے کام میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور اس خطہ میں آپس کے اختلافات کو ہوا نہ دیں۔"

(الجمعیۃ دہلی ۲۲ ۹/۶۳)

مسرت انگیز خبر کے ساتھ معاصر نے جن جچے تلے الفاظ میں تبصرہ کیا ہے وہ بڑا ہی جامع اور نہایت درجہ قابلِ توجہ ہے۔ افریقہ کے اندر کامیاب تبلیغ کا کام کرنے والے جس "ایک طبقہ" کے شاندار کام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے دنیا جانتی ہے کہ وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔ جس کے مجاہدین گذشتہ نصف صدی سے اس سرزمین پر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی مالی اور جانی قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور انکی ان قابلِ قدر قربانیوں کے خوشکن نتائج منصۂ شہود پر آ رہے ہیں۔ افریقہ کا تاریک براعظم اسلام کے نور سے منور ہو رہا ہے۔ ایک زمانہ پیشتر جہاں عیسائیت بڑی سرعت کے ساتھ پھیل رہی تھی احمدی مبلغین کی کامیاب تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں صورتِ حال یکسر بدل گئی ہے۔ ہر جگہ عیسائیت کے قدم اکھڑ رہے ہیں۔ عیسائیت کی نسبت اسلام کی طرف افریقی باشندوں کا غیر معمولی رجحان عیسائی دنیا کو سخت پریشان کر رہا ہے۔ امریکہ اور یورپین ممالک کی مسیحی تنظیمیں بیحد متفکر ہیں اور اس کے لئے بہت کچھ ہاتھ مار رہی ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اسلام کے مجاہدین کے لئے خود ہی رستہ صاف کر رہے ہیں۔ ان کی کوششیں غیر معمولی طور پر بار آور ہو رہی ہیں۔

بلاشبہ یہ خبر عالمِ اسلام کے لئے خوشی اور مسرت کا باعث ہے کہ حرمین شریفین کے محافظ اور سعودی عرب کی متمول حکومت کو عصرِ حاضر کی اس اہم ضرورت کا احساس ہوا۔ اور وہ اس کے لئے کوئی عملی قدم اٹھانے والی ہے۔ ورنہ جیسا کہ بیان ہوا اب تک تو احمدیہ جماعت ہی واحد جماعت تھی جو اس میدان میں نظر آتی تھی اور باوجود نہایت درجہ محدود ذرائع رکھنے کے اس غریب جماعت نے وہ کارہائے نمایاں کر دکھائے ہیں جن کی نظیر پیش کرنے سے اچھی خاصی متمول، باثر اسلامی حکومتیں اور بہت پرانی مسلم تنظیمیں بھی قاصر چلی آ رہی ہیں ـــ !!!

معاصر الجمعیۃ کے نوٹ کا حسب ذیل فقرہ
"پہلے سنا تھا کہ صدر ناصر افریقہ میں عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے اشاعتِ اسلام کی اسکیم تیار کر رہے ہیں۔ نہ معلوم اس کا حشر کیا ہوا۔"
اپنے اندر کسی قدر اندیشے کا پہلو رکھتا ہے۔ مبادا تبلیغ کے لئے سعودی عرب کی مبیّنہ اسکیم سیاسیات میں کام آنے والا ایک حربہ ہی بن کر رہ جائے۔ اور عالم اسلام کی ایسی خوشی کے خواب شرمندۂ تعبیر ہونے سے رہ جائیں۔ اس اندیشہ کو کسی قدر تقویت اس باہمی آویزش سے ہوتی ہے جو بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے مصر اور سعودی عرب کی حکومتوں میں پائی جا رہی ہے۔ چنانچہ مصر کی طرف سے تیار کردہ غلاف کعبہ کا واپس کیا جانا اور قاہرہ ریڈیو کا سعودی حکومت کے خلاف مختلف پیرایوں میں پروپگنڈا کرنا وغیرہ سیاسیات حاضرہ کی مختلف شکلیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مصر کے صدر ناصر چاہتے ہیں کہ افریقہ میں ان کا اثر و رسوخ بڑھے اور اس براعظم میں بلکہ سارے مشرق وسطیٰ میں انہیں کی قیادت تسلیم کی جائے۔ اس کے لئے وہ اندر ہی اندر بہت کچھ کوشش بھی کرتے رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو صدر ناصر کی پالیسی سے اختلاف رکھتے ہیں وہ شاہ سعود کے حق میں پروپگنڈا کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں مذہبی جذبات کے لحاظ سے بھی اس خطہ میں اگر کسی حکمران شخصیت کو صدر ناصر کے مقابلہ پر رکھا جا سکتا ہے تو وہ شاہ سعود ہی ہیں۔ کیونکہ حرمین شریفین کا محافظ ہونے اور اسلام کے مرکزی مقدس مقامات کے علاقہ کا حکمران ہونے کے لحاظ سے روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمان طبعی طور پر شاہ سعود کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان سے بہت سی توقعات وابستہ رکھتے ہیں۔ اس لئے کچھ بعید نہیں کہ شاہ سعود نے ایک ہی پتھر سے دو شکار کرنے کا فیصلہ کیا ہو۔ چونکہ سیاسیات سے بحث کرنا ہمارے اپنے دائرہ عمل سے باہر ہے اس لئے ہماری دل سے یہی دعا ہے کہ شاہ سعود اپنی اس اسکیم میں کامیاب ہوں اور جلد از جلد ان کے تیار کردہ مبلغین کی جماعت افریقہ میں پہونچے اور احمدی مبلغین کی طرح وہ بھی اسلام کی مثبت خدمت کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اس سلسلہ میں البتہ ایک چیز ضرور قابلِ غور معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ ہے مدینہ یونیورسٹی کے تحت تیار کئے جا رہے مبلغین کی تعلیم کا تنگ نظرانہ و غیر تسلی بخش انتظام و اہتمام۔ جس کا علم ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے حسب ذیل نوٹ سے ہوتا ہے:۔

"جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کے نصاب اور طریقۂ تعلیم کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئے ان سے بھی اندازہ ہوا کہ اگرچہ اس کا نام جامعہ اور یونیورسٹی ہے اور ایک فیاض فرمانروا کی وجہ سے اس پر بے حساب روپیہ بھی خرچ کیا جا رہا ہے لیکن درحقیقت وہ ہمارے ہندوستان کے قدیم دینی مدارس ہی کے طرز کی ایک دینی درسگاہ ہے جس طرح ہمارے مدرسوں میں اب تک قرأت فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر اور رفع یدین جیسے اختلافی فقہی مسائل پر کئی کئی دن مسلسل اساتذہ کرام تقریریں فرماتے ہیں اسی طرح اس جامعہ کے سلفی المسلک اساتذہ معلوم ہوا کہ استواء علی العرش جیسے فقہی مسائل پر ایک ایک ہفتہ بحثیں فرماتے ہیں۔"

(بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۲۷ ۹/۶۳)

جہاں تک مخصوص طور پر افریقہ میں تبلیغ اسلام کے کام کا تعلق ہے ہم اپنے ذاتی علم اور تجربہ کی بناء پر کہتے ہیں کہ اس سرزمین میں اس وقت اسلام اور عیسائیت کا زبردست مقابلہ ہو رہا ہے۔ اس مقابلہ میں خدا کے فضل سے جن اسلامی مبلغین کو نمایاں کامیابی ہو رہی ہے (باقی صفحہ ۱۱ پر)

ضروری ہے کہ ہمارا اخلاص ہماری محبت اور خلق اللہ سے ہماری ہمدردی بہت بڑھی ہوئی ہو

اگر ہم اپنے نفوس میں پاکیزگی اور اخلاص پیدا کریں تو مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی

تقریر فرمودہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

راستی کی مخالفت

میرے نزدیک سچائی کی مخالفت کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر انسان اپنے نفس میں پاکیزگی اور طہارت اخلاص اور محبت پیدا کرے اگر صداقت اور راستی کے حامل پوری پوری اس بات کی طرف توجہ کریں کہ خداتعالےٰ سے ان کو کامل پیار اور مخلوقِ خدا سے کامل محبت ہو تو میرے نزدیک صداقت اور راستی ایک ایسا حربہ ہے جو ہزاروں پردوں کو چیر کر سینوں کے اندر داخل ہو جاتی ہے اور کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی خواہ کیسے ہی مضبوط قلعے ہوں۔ اور کیسی ہی سخت دیواریں کیوں نہ ہوں۔ صداقت اور راستی ایک ایسا بھالا یا نیزہ ہے کہ کوئی ڈھال اس کو روک نہیں سکتی۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ بہت سے ایسے لوگ جو سخت سے سخت صداقت کے دشمن ہوئے ہیں اور شب و روز اس کے مٹانے میں مصروف رہتے ہیں، ان پر بھی بالآخر صداقت نے ایسا اثر کیا کہ وہ اس کے گرویدہ ہو گئے۔ اور سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہمیں اس سلسلہ میں بھی بکثرت ایسے آدمی نظر آتے ہیں جو ایک وقت سلسلہ کے شدید ترین دشمن تھے۔ اور اپنے بغض و عناد میں ہو ان کو سلسلہ سے تھا حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن ایک چھوٹے سے کلمہ نے ہی ان کے قلب پر ایسا اثر کیا کہ گویا ان کو ذبح کر ڈالا۔ اور انہوں نے اپنی ساری عمر پشیمان رہ کر گذاری۔ اور افسوس کرتے رہے کہ کیوں وہ اس قدر صداقت کی مخالفت کرتے رہے۔ پس اگر ہماری اپنی اصلاح ہو اور ہمارے قلب صاف ہو جائیں اور خداتعالےٰ کی محبت اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی ہمارے اندر جوش مارنے لگ جائے تو یقیناً کسی مخالف کی مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ اس کی مخالفت ہمارے کام اور ہمارے مقصد میں بڑی بھاری معاون ہو سکتی ہے۔

مخالفین کی مخالفت کس طرح ہماری معاون بن سکتی ہے

ابھی کل پرسوں کی بات ہے ایک شخص کا مجھے خط پہنچا ہے۔ وہ نئے احمدی ہوئے ہیں انہوں نے لکھا ہے میں خداتعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں مجھے سلسلہ حقہ کی طرف رہنمائی مولوی ثناء اللہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں ان کے اخبار کا خریدار تھا اور بہت غور اور توجہ سے اس کو اور ان کی دیگر کتب کو پڑھتا تھا۔ لیکن میرے اندر کوئی تعصب نہیں تھا۔ احقاقِ حق میرے مدنظر تھا۔ پھر جوں جوں میں ان کی کتابوں کو پڑھتا تھا مجھے ان کے کلام میں جابجا ہنسی تمسخر اور فریب نظر آتا تھا۔ تب میں نے خیال کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گدی کے وارثوں سے تو ایسی حرکات سرزد نہیں ہو سکتیں۔ اگر ان کے اندر یہی تقوےٰ اور یہی شرافت رہ گئی ہے تو پھر یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ دیکھو دل کی پاکیزگی اور طہارت صداقت کی طرف کس طرح انسان کو کھینچ کر لے آتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ دل سے نکلی ہوئی صداقت نے ان کے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ مخالفین کی مخالفت اس اثر کو مٹا نہ سکی۔ اور پاکیزہ دل سے نکلی ہوئی صداقت نے اپنا کام کر کے ہی چھوڑا۔

قلوب کی اصلاح کامیابی کی جڑ ہے

پس اسلام کی اور سلسلہ کی سچی خدمت تبھی ہو سکتی ہے کہ ہم پہلے اپنے قلوب کی اصلاح کریں۔ خداتعالےٰ کی محبت ہمارے اندر پیدا ہو اور عام مخلوق کی ہمدردی ہمارے اندر جوش مارے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ وہ صداقت اور راستی کے سچے عامل بن سکیں۔

رسول اور دوسرے لوگوں میں فرق

قرآن کریم میں ہم دیکھتے ہیں ہر زمانہ میں رسالت کے لئے خداتعالےٰ بندوں میں سے کسی ایک بندے کو منتخب کرتا ہے۔ ہر ایک کو رسول نہیں بنا دیتا۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی پاکیزگی، طہارت، اخلاص، محبت، جوشِ ہمدردی میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ ورنہ پیغام اور احکامِ الٰہی تو ایک مومن بھی پہونچاتا ہے اور اس طرح وہ بھی رسول ہی ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کو خدا کا پیام بذریعہ وحی ملتا ہے۔ یعنی جو کلام اس پر نازل ہوتا ہے وہ فرشتہ لاتا ہے اور نبی اسے تمام بندوں تک پہونچاتا ہے۔ لیکن ہم جو اس کا کلام بندوں تک پہونچاتے ہیں وہ ہمیں فرشتہ کے واسطہ سے نہیں ملتا بلکہ ایک ایسے انسان کی وساطت سے ملتا ہے جسے خداتعالےٰ رسالت کے لئے منتخب کرتا ہے۔ گو پیغام دونوں ایک ہی پہونچاتے ہیں فرق اگر ہے تو درجہ کا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے منتخب کئے جانے سے پہلے خداتعالےٰ نے اس کو ہم میں سے چن لیا ہوتا ہے۔ اگر ہمارا اخلاص، ہماری محبت، ہماری خلق اللہ سے ہمدردی زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی تو خداتعالےٰ ہمیں براہِ راست رسالت کے لئے منتخب کرتا۔ دوسرا فرق جو اس کے اور ہمارے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعلےٰ مرتبہ اور مقام کی وجہ سے سب کچھ براہِ راست مشاہدہ کرتا ہے۔ اس وجہ سے جس طرح اس کے اندر ایمان کی لہر اور اخلاص و محبت کا جوش پیدا ہو سکتا ہے ہمارے دلوں میں وہ ایمانی لہر اور وہ جوش اور وہ اخلاص پیدا نہیں ہوتا۔ پس ہر ایک وہ شخص جو امتِ محمدیہ میں سے خداتعالےٰ کے احکام اور اس کے کلام کو دنیا تک پہونچاتا ہے وہ ایک رنگ میں رسول ہی ہے۔ اس لئے اس کے واسطے ضروری ہے کہ وہ بھی ظلی طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا علم معرفت، اخلاص اور محبتِ الٰہی اور ہمدردیٔ خلق اپنے اندر پیدا کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی جوہر کو اپنے اندر کامل طور پر پیدا کیا جس کی وجہ سے اس زمانہ میں وہی رسالت کے لئے منتخب کئے گئے۔ اور پھر ان کے واسطہ سے ہم بھی پیغامِ الٰہی کے پہنچانے والے بنے۔ پس جو لوگ نائب رسول ہو کر رسول بنتے ہیں جب تک وہ بھی خداتعالیٰ کی محبت اور بنی نوعِ انسان کی ہمدردی کامل طور پر اپنے اندر پیدا نہیں کرتے اور جب تک یہ جوش اور یہ عزم ان کے اندر پیدا نہیں ہوتا کہ ہم نے خود بھی خدا کو پانا ہے اور دوسری مخلوق کو بھی جو اس کے صحیح راستہ سے بھٹکی پھرتی ہے اس تک پہونچانا ہے اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک یہ روح ہم میں پیدا نہ ہو تبلیغ کا پورا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اور جب ایسی روح انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو اس کے کلام میں بھی ایسا اثر پیدا ہو جاتا ہے کہ مخالفین کی مخالفت اس کی راہ میں اور اس کے مقصد میں کوئی روک نہیں ہو سکتی۔

خدائی تیر اور اس کی کیفیت

وہ ایک خدائی تیر ہوتا ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا۔ بلکہ دلوں کے اندر گھس جاتا ہے کیونکہ خداتعالےٰ کے چلائے ہوئے تیر کبھی خطا نہیں جاتے۔ دیکھو موت بھی خدا کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ ان المنایا لا تطیش سہامہا یہی وجہ ہے کہ جس وقت موت آتی ہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ بدر کی جنگ میں بھی خدا نے اپنا تیر چلایا تھا جبکہ صحابہؓ کی مٹھی بھر جماعت نے کفار کے بڑے لشکر کو سخت ہزیمت دے دی تھی۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ریت کی مٹھی پھینکی تھی جس کے متعلق خدا فرماتا ہے وہ تو نے نہیں پھینکی بلکہ ہم نے پھینکی ہے۔ پھر خدا کے پھینکنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹھی پھینکی اور ادھر زور سے آندھی چلی جس سے ریت اور کنکر اڑ اڑ کر کفار کی آنکھوں میں پڑنے شروع ہو گئے۔ کیونکہ جدھر سے آندھی آئی کفار کا اس طرف منہ تھا۔ اور صحابہ کی اس طرف پشت تھی۔ پھر ہوا کا رخ مطابق ہونے کی وجہ سے صحابہؓ کا نشانہ بھی خوب لگتا تھا۔ اور ان کے تیروں میں زیادہ تیزی اور طاقت بھی پیدا ہو گئی۔ اس کے مقابلہ میں کفار کا مخالف ہوا کی وجہ سے نشانہ خطا جاتا تھا کیونکہ آندھی نے ان کی آنکھوں کو اس قابل نہ چھوڑا تھا کہ وہ نشانہ لگا سکتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تین سو بے ساز و سامان مسلمانوں نے ایک ہزار باساز و سامان کفار کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا

مقناطیسی اثر پیدا کرو

پس اگر آپ اپنے قلوب کی اصلاح کریں اور اپنے اندر جوش و اخلاص پیدا کریں

(باقی ص۱۱ کالم ۳-۴)

بشکریہ الفرقان ربوہ درویشان قادیان نمبر

میرے منجھلے بھائی کی وفات

"کسے گر در جہاں پائندہ بودے
ابوالقاسم محمد زندہ بودے"

از قلم حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

آخر وہ شام آگئی کہ میرے منجھلے بھائی کی خوابیں، ان کا بار بار ڈرانا، سامنے حقیقت بن کر آگیا اور وہ اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی جانب سدھار گئے۔ ہمارا چاہا نہ ہوا ہمارے مولیٰ کی مرضی پوری ہوگئی۔ ہم اس کی رضا پر راضی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ گو یہ جدائی عارضی ہے مگر دل غم سے بھر گیا ہے، جان بیکل ہے۔ وہ صورت آنکھوں تلے پھر رہی ہے، وہ آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔ بھولنے کی چیز ہو تو بھلا دی جائے، ان کو کیسے بھولیں۔ دل کو قرار نہیں آتا گو خوب یقین ہے کہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ اپنے خالق و مالک کے پاس خوش ہیں۔ اور خدا ہم سب کے انجام بخیر کرے ہم نے بھی وہاں ہی اب جانا ہے۔ جس طرح ایک گھر میں اکٹھے کھیلے پلے بڑھے، ایک کمرہ میں ماں باپ کے پاس سوتے تھے آرام سے فرشتوں کے پہروں میں، اسی طرح خدا ہم سب کو جب ہمارا وقت آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جانؓ کے پاس یکجا کر دے، ان کے آقا کے قدموں میں۔ آمین

دعائیں اور صدقات ضائع نہیں جاتے۔ وہ اچھے نہ ہو سکے مگر ہماری اور آپ سب احمدی بہن بھائیوں کی دعائیں جنّت علیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی صورت میں ہدیۃً ان کو مل رہی ہوں گی۔

ان کی صحت کو گھن بڑے بھائی (حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی) کی لمبی علالت کے فکر سے ہی دراصل لگا۔ اور پھر چھوٹے بھائی کی وفات کا صدمہ بہت محسوس کیا۔ ذمہ دار طبیعت تھی، دور رس نظر تھی، اور حسّاس مزاج پایا تھا۔ جماعت کا تمام بوجھ اپنے کندھوں پر سمجھا۔ تمام حالات کی بابت سوچتے رہتے تھے۔ اکثر کہتے بہت دعا کرو بہت دعا کرو حضرت صاحب کے لئے، نہیں بلکہ ان کی یہ لمبی علالت تو ہمارے لئے اور تمام جماعت کے لئے ابتلا ہے خدا تعالیٰ جلدی ان کو شفا دیدے۔ میں ہر وقت اسی فکر میں مبتلا رہتا ہوں۔

اب میری طرف سے بھی تمام دور و نزدیک کے احمدیوں، تمام گھر والوں سے یہی عرض ہے کہ اب میرے بڑے بھائی (حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی) کے لئے بہت التزام اور بعد تڑپ سے پہلے سے بڑھ کر دعائیں شروع کر دیں۔ ان کی صحت والی زندگی خدا سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ حامی رہے۔ اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں، وہ ایک بار پھر صحت دے کر ان عزیزوں کو نوازدے۔ اب تو اسی کی ذات پر بھروسہ ہے علاج بہت ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ بس اب تو

رحمتِ قادرِ باری ہمیں کافی ہو جائے ؞ پردے پردے میں خدا آپ ہی شافی ہو جائے

آمین۔ والسلام طالب دعا مبارکہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں

گلہائے عقیدت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ بمبئی

وہ گل جس کے دم سے تھا حُسنِ چمن
صداقت کا وہ نیرِ نیمروز
وہ شمس و قمر کا رفیق و ندیم
علوم و معارف کا روشن گہر
سدا احمد کے گیت گاتا تھا جو

وہ ساقی جو تھا رونقِ انجمن
وہ نورِ چراغِ ہدایت فروز
وہ صدقِ خلیل و وفائے کلیم
وہ نخلِ نبوت کا شیریں ثمر
خدائی بشارت سناتا تھا جو

جو ظلِّ ہما میں ہمیشہ رہا
جسے چاند نبیوں کا حق نے کہا

وہ صاحب جنوں اور وہ نکتہ نواز
وہ رشکِ فلک جس کا تھا آستاں
جو خلقِ مجسّم تھا کردار میں
وہ تھا جس کی باتوں میں سوز و گداز
اطاعت پہ ایمان رکھتا تھا جو

وہ روشن ضمیر اور وہ دانائے راز
فرشتے جھکاتے تھے گردن جہاں
اُبلتے تھے نغمات گفتار میں
بتاتا تھا جو زندگانی کا راز
مقامِ خلافت سمجھتا تھا جو

تھا راہِ وفا میں جو ثابت قدم
جسے چاند نبیوں کا کہتے تھے ہم

مگر اب کہوں ہائے کیسے یہ بات
کہوں کس طرح اس جدائی کا حال
ہُوا آج دنیا سے رُوپوش وہ
قضا نے چلایا وہ تیرِ ستم

کہ توڑا قضا نے وہ جامِ حیات
کہ جس کا ابھی تھا نہ خواب و خیال
ہے اب کُنجِ مرقد میں خاموش وہ
ہے قلب و نظر آج وقفِ الم

چمن جل گیا میکدہ لُٹ گیا
وہ ساقی بھری بزم سے اٹھ گیا

ہے دل تیری فرقت میں نوحہ کناں
تو اب بزمِ دنیا سے مستور ہے
گیا پھول کے رُخ سے رنگِ بہار
ہُوا تو جو افسوس آنکھوں سے دُور

اے نورِ نگاہِ مسیحِ زماں!
یہ آنکھ اشک ریزی پہ مجبور ہے
فضائے چمن ہوگئی سوگوار
مئے زندگی سے گیا وہ سرور

ترے بن کلی دل کی کھلتی نہیں
فسردہ طبیعت سنبھلتی نہیں

تری یاد دل میں رہے گی نہاں
رہے گا محبت کا باقی اثر
تجھے ڈھونڈتی ہے بہارِ چمن

ترا غم ہے میرے لئے حرزِ جاں
لگا ہے جو دل پر خدنگِ نظر
ترے منتظر ہیں گل و نسترن

بتا اب تو ہی تجھ کو پائیں کہاں
ترے در سے عشاق جائیں کہاں

مبارک ہوں تجھ کو اے نیکو سرشت
مبارک ہو فردوس کی زندگی

وہ حورانِ جنت، وہ باغِ بہشت
مبارک ہو یہ خلعتِ بندگی

خدا خوش ہے خوش احمدِ پاک ہے
ترا میزباں شاہِ لولاک ہے

مگر اے شہِ دیں اے عالی وقار
یہاں حالِ عشاق کچھ اور ہے
ہوا ہے ہر اک زندگی کا مذاق

اے تسکینِ خاطر اے وجہِ قرار
شبِ غم ہے بدلا ہوا طور ہے
کہوں تجھ سے کیا وارداتِ فراق!

ہے محفل میں پھیلی ہوئی بے کلی!
غمستاں پہ چھائی ہے کچھ بے دلی

خدایا تو پھر ان کو ہشیار کر
اٹھا ساقیا جام گردش میں لا
تہی جام و مینا سے محفل نہ ہو
پلائے جا میکش کو بھر بھر کے جام
رہیں جس سے آباد یہ میکدے

صبوحِ محبت میں سرشار کر
خدارا مئے زندگانی پلا!
تری یاد سے رند غافل نہ ہو
کہ ہے دورِ ساغر ابھی ناتمام
خدا میکشوں کو وہ توفیق دے

رہیں تیرے عشاق فرخندہ کام
سدا تجھ پہ بھیجیں درود و سلام

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اُس کا دِفاع

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ - بمبئی

قسط نمبر ۵

پولوس رسول

مسیحیوں کی مذہبی تاریخ میں پولوس رسول کو بہت بلند مقام حاصل ہے - جناب یسوع مسیح کے بعد یہی شخص مسیحی سلسلہ کا سب سے اونچا منارۂ ہدایت قرار دیا گیا ۔ مسیحی کلیساؤں کے نزدیک آج بھی یہی شخص مسیحیت کا سب سے زبردست ستون سمجھا جاتا ہے - مسیحیوں کے نزدیک اس کی باتیں اتنی وزن دار تھیں کہ موسوی شریعت جسے قائم کرنے کے لئے جناب مسیح مبعوث ہوئے تھے، محض اس شخص کے کہنے پر عیسائیوں نے اس شریعت کو ایک طوقِ لعنت قرار دیا۔ ختنہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے انبیاء کی سنت چلی آرہی ہے اور جس پر تمام یہودی عمل کرتے آرہے تھے اس ابراہیمی سنت کو بھی عیسائیوں نے محض اسی شخص کے ورغلانے پر خیرباد کہا۔

حضرت مسیح جنہوں نے ہمیشہ اپنے کو خدا کا ایک بندہ اور رسول کہا اور ہمیشہ آستانۂ الوہیت پر سر جھکاتے رہے، پولوس رسول نے اسی مسیح کو خدائی کا مرتبہ دیا اور عیسائیت کا یہ حال ہے کہ وہ اناجیلِ اربعہ میں بار بار حضرت مسیح کا اقرارِ عبودیت پڑھتے ہیں مگر جب ایمان لانے کا سوال آتا ہے تو جناب مسیح کے قول پر ایمان لانے کی بجائے "پولوس رسول" کے قول پر ایمان لاتے ہیں

حضرت یسوع مسیح جو یہودی کاہنوں کی سازش اور رومی حکمران کی جانبدارانہ عدالت کے باعث صلیب پر چڑھائے گئے ایسے مظلوم و مقدس انسان کو اس شخص نے ملعون و جہنمی ٹھہرایا۔

ان چند مثالوں سے ظاہر ہے کہ ایمانیات کے معاملہ میں مسیحی حضرات "پولوس رسول" کو جناب مسیح علیہ السلام پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگر مسیح مصنف ہیں تو یہ ان کی عبارتوں کے شارح۔ اور عیسائی حضرات ایمان متن کی بجائے شرح پر لاتے ہیں!

امام مستقر و مستودع

اگر مسیحی فلسفہ میں اسماعیلیوں کی طرح "امام مستقر و مستودع" کا نظریہ ہوتا تو ہمیں اس گتھی کے سلجھانے میں کچھ مدد ملتی ۔ مگر مسیحی فلسفہ میں اسماعیلی فلسفہ کی طرح نظم و ضبط ہے نہ معانی و گیرائی۔ "عہد نامہ جدید" کے مصنفوں نے جناب مسیح کی سیرت و تعلیمات بیان کرنے یا کلیساؤں کی تعلیم و تربیت کے لئے جو عبارتیں، جملے اور محاورے استعمال کئے ہیں یا جو طرزِ نگارش اختیار کی ہے اس سے تو کسی علم و فضل کی بو نہیں آتی۔ اس صورت میں ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مسیحیوں میں بھی اسماعیلیوں جیسے علماءِ حقیقت تھے، جو امام مستودع کی غلط کاریوں کو راہِ راست پر لے آتے تھے۔

اسماعیلیوں کا یہ عقیدہ کہ ہدایت کی کلید ہر حال میں امام مستقر کے ہاتھ رہتی ہے مگر "دورِ ستر" میں وہ خود ظاہر نہیں ہوتا - وہ روپوش ہوتا ہے اور کسی کو اپنا جانشین بنا کر دنیا میں اپنی مرضی نافذ کرتا ہے ۔ اس جانشین سے جب کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو وہ اس کی اصلاح کر دیتا ہے اگر مسیحیوں کا اس فلسفہ پر ایمان ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ "پولوس" امام مستقر تھے اور جناب مسیح امام مستودع۔ ان سے مذہبی عقاید میں چند غلطیاں ہوئیں تو پولوس رسول نے ان کی اصلاح کر دی۔ مگر مسیحی مذہب تو اس فلسفۂ امامت سے بالکل ناآشنا ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم "پولوس رسول" کو ہدایت و ضلالت کے کس خانہ میں رکھیں۔

اس کے علاوہ "پولوس رسول" کے واقعاتِ زندگی اور اس فلسفہ میں کوئی مطابقت نہیں - امام مستقر کبھی امام مستودع کا مخالف نہیں ہوتا بلکہ وہ بچپن سے اپنی نگرانی میں اس کی تربیت کرتا ہے - اور "مقام الحق" پر کھڑا کرنے کے بعد ہمیشہ اس کی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔

مگر "پولوس رسول" کی زندگی یہ ہے کہ یہ شخص واقعۂ صلیب تک جناب مسیح کی جان و مال اور عزت و آبرو کا سخت دشمن رہا۔ یہ مسیح کے خلاف سازشیں کرنے میں کاہنوں کی رہنمائی کرتا رہا۔ جب حضرت مسیح گرفتار کئے گئے تو ان کے منہ پر تھوکنے والوں اور ان کے ساتھ تمسخر کرنے والوں میں یہ بھی تھا۔ بھلا ایسے شخص کے کردار کو امام مستقر کے کردار سے کیا تعلق؟ اس کے ایمان لانے کا واقعہ بھی عجیب ہے۔

پولوس کی جناب مسیح سے ملاقات

کہتے ہیں کہ جب جناب یسوع مسیح تختۂ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے تو دشمنوں کے خوف سے وہ کچھ دن گلیل میں روپوش رہے ۔ لیکن جب یہودیوں کے سراغ رساں ان کی تلاش میں گلیل کی نگرانی کرنے لگے اور دوبارہ گرفتاری کا خطرہ بڑھا تو وہ گلیل چھوڑ کر یروشلم سے پندرہ سولہ میل دور "وادیٔ قمران" کے ایسینی بزرگوں کے پاس آگئے۔ جن سے جناب مسیح کے پہلے سے برادرانہ تعلقات تھے - یہاں انہوں نے کچھ دن آرام کیا۔ جب صلیب کی تکلیف دور ہو گئی اور آپ کچھ صحتمند ہو گئے تو چونکہ یہ جگہ بھی غیر محفوظ تھی یہودیوں کے جاسوس یہاں بھی ان کی تلاش میں سرگرداں تھے ۔ اس لئے جنابِ مسیح ایسینی بزرگوں کے مشورہ پر یہاں سے دمشق کی طرف ہجرت کر گئے ۔ یہاں ایسینی برادری کے بہت سے لوگ آباد تھے۔ جناب مسیح نے جب ان لوگوں کے سامنے توحید و رسالت کا پیغام پیش کیا تو وہ بھائی بڑی خوشی سے اس دعوت پر ایمان لے آئے ۔ شدہ شدہ یہ خبر یروشلم کے یہودی کاہنوں کو بھی مل گئی وہ غصہ کے مارے انگاروں پر لوٹنے لگے۔ جنابِ مسیح کا صلیبی موت سے بچ جانا اور پھر دمشق کے یہودیوں میں ان کی دعوت و تبلیغ کا مقبولِ عام ہونا، یہ ایسی خبر نہ تھی جسے یروشلم کے یہودی خاموشی سے سن لیتے - وہ یہ سنتے ہی مشتعل ہو گئے۔ انہوں نے اب رومی حکمراں سے ساز باز کر کے دمشقی مسیحیوں کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کام کے لئے ان یہودیوں کو جو آدمی سب سے موزوں نظر آیا وہ یہی "پولوس" تھا اس کو مسلح نوجوانوں کا ایک دستہ دیا گیا کہ یہ دمشقی عیسائیوں کو گرفتار کر کے یروشلم لے آئے۔ "پولوس" دل میں یہ ٹھان کے نوجوانوں کا یہ دستہ لے کر چلا۔ لیکن جب یہ دمشق کے قریب پہونچا تو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے اس کی ساری ہیکڑی ختم ہو گئی - وہ واقعہ یہ تھا کہ جب پولوس یہ دستہ لے کر دمشق کے راستہ سے گزر رہا تھا تو ایک جگہ دفعتہً جناب مسیح ان کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ پولوس جناب مسیح کی اس ناگہانی ملاقات سے اتنا مرعوب ہوا کہ وہ گھبراہٹ و پریشانی میں یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ یہ جناب مسیح ہیں یا ان کی روح۔ اور یہ واقعہ بیداری کا ہے یا خواب کا۔ وہ جناب مسیح کو مردہ سمجھتا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مردہ قبر سے نکل کر اچانک بڑے سے بڑے بہادر کے سامنے بھی آجائے تو تھوڑی دیر کے لئے اس پر بھی سکتہ طاری ہو جاتا ہے - پولوس کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ جناب مسیح کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے ۔ اسی حالت میں جناب مسیح نے اس کو بزرگانہ انداز اور پیغمبرانہ شان سے مخاطب کیا:-

اے ساؤل تو کیوں میری مخالفت کرتا ہے۔

اس پُرہیبت آواز سے ساؤل (پولوس) ایسا مرعوب ہوا کہ فوراً جناب مسیح کے قدموں پر گر پڑا۔ جناب مسیح یہ کہہ کر غائب ہو گئے اور پولوس اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ یہ کوئی کشفی ماجرا تھا جو اسے پیش آیا۔ وہ سمجھ بھی ایسا تھا اور جناب مسیح کچھ ایسے ڈرامائی انداز میں ان کے سامنے نمودار ہوئے تھے کہ پولوس اپنی نظر پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا ۔ اور اس کو ایک کشفی ماجرا سمجھنے پر مجبور تھا۔

لیکن جب وہ حضرت مسیح پر ایمان لے آیا تو کچھ دنوں کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ جناب مسیح تو ابھی تک زندہ ہیں اور دمشق کے سفر میں ان پر جو مسیح ظاہر ہوئے تھے وہ کوئی خواب کا واقعہ نہیں تھا۔ "رسولوں کے اعمال" اور پھر "پولوس رسول" کے خط میں اس واقعہ کے متعلق جو دو قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے۔ بہرکیف اس طرح "ساؤل" حضرت مسیح پر ایمان لے آئے ۔ اور اب مسیحیوں میں "پولوس رسول" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

پولوس کا غیر تربیت یافتہ ہونا

پولوس کے ایمان لانے کا واقعہ ولولہ انگیز ضرور ہے لیکن محض اتنی سی ملاقات سے کسی کے اندر کے خیالات کی جڑ مضبوط نہیں ہو جاتی - نہ اتنی مختصر سی تجلّی سے عقاید و اعمال کی ساری تفصیلات کا علم ہو سکتا تھا ۔ مگر اس شخص کی بے بصری دیکھئے کہ اس نے جناب مسیح کی تجلّی دیکھ کر یہ سمجھا کہ اس پر ساتوں طبق روشن ہو گئے۔

جناب مسیح پھر پولوس کو کبھی نہیں ملے - یہی ان دونوں کی پہلی اور آخری ملاقات تھی - چاہیئے تھا کہ اگر پولوس کے دل میں مسیحیت کی تبلیغ کا جوش پیدا ہو گیا تھا تو پہلے وہ کچھ دنوں تک ان بزرگوں کی درسگاہ میں بیٹھتا جو جناب مسیح کے صحبت یافتہ تھے ۔ یہاں بیٹھ کر وہ جناب مسیح کے اصل مقصد کو سمجھنے کی کوشش کرتا - توحید و رسالت، تزکیۂ نفوس، اور خدمتِ خلق کے متعلق جناب مسیح نے اپنے حواریوں کو جو تعلیم دی تھی وہ علم حاصل کرتا پھر ایک معلم یا مبلغ بن کر قوم کے سامنے آتا - مگر پولوس رسول نے اس

اس ضابطہ کی کوئی پابندی نہیں کی۔ اس نے یہ اصول تسلیم نہیں کیا کہ باغ و بہار بننے کے لئے بیج کو زمین میں دفن ہونا پڑتا ہے۔ اور درخت کو ہمیشہ زمین سے غذا و توانائی حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اس نے اپنی ناتجربہ کاری یا بوالہوسی کے باعث یہ سمجھا کہ بیج پھلواری میں آتے ہی خود بھی پھلواری بن جاتی ہے۔ اسے نہ زمین میں دفن ہونا پڑتا ہے نہ زمین سے غذا حاصل کرنی پڑتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہبی سفر میں یہی مقام سب سے کٹھن ہوتا ہے۔ سلوک کی راہ نئے تجلی دیکھنے والا جب اپنے کو تجلیات کا مرکز سمجھ لیتا ہے تو صرف وہی گمراہ نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اگر پولوس کا مذہبی شعور پختہ ہوتا تو وہ جناب مسیح کی دو گھڑی کی ملاقات پر ہی اپنے کو رہرو کامل نہ سمجھ بیٹھتا بلکہ ستاروں کے بعد چاند کی، چاند کے بعد سورج کی اور سورج کے بعد خالق کائنات کی طلب کرتا۔ اس نے گلیتوں کے نام جو خط بھیجا ہے اس میں کتنے فخر کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ:-

"جس خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا اور اپنے فضل سے بلا لیا۔ جب اس کی مرضی یہ ہوئی کہ اپنے بیٹے کو مجھ پر ظاہر کرے تاکہ میں غیر قوموں میں اس کی خوشخبری دوں تو نہ میں نے گوشت اور خون سے صلاح لی اور نہ یروشلم میں ان کے پاس گیا جو مجھ سے پہلے رسول تھے بلکہ فوراً عرب کو چلا گیا پھر وہاں سے دمشق کو واپس آیا

پھر تین برس کے بعد میں کیفا (پطرس) سے ملاقات کرنے کو یروشلم گیا اور پندرہ دن اس کے پاس رہا مگر اور رسولوں میں سے خداوند کے بھائی یعقوب کے سوا کسی سے نہ ملا۔"

(گلیتوں ۱/۱۵)

آگے وہ لکھتا ہے کہ پھر میں یروشلم چودہ سالوں کے بعد آیا

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ پولوس رسول نے حضرت مسیح کے حواریوں کی صحبت میں رہ کر کوئی تعلیم و تربیت نہیں پائی۔ نہ وہ نظام جماعت کی اطاعت کو کوئی اہمیت دیتا تھا۔

اس اقتباس کے پہلے جملہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پولوس اپنے کو مادرزاد ولی سمجھتا تھا۔ خدا کی شان کہ وہ شخص جو ساری عمر ایک پیغمبر خدا کی مخالفت کرتا رہا، محض ایک گھڑی کی ملاقات میں "مادرزاد" ولی بن گیا

اگر ہم پورے طور پر پولوس رسول کی افتاد طبیعت کا جائزہ لیں، اور پھر دمشق سفر میں جناب مسیح سے ملاقات والے واقعہ پر تنقید کریں تو سرے سے یہ واقعہ ہی مشکوک ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی پولوس کو غیر معتبر قرار دیا ہے اور افسوس کیا ہے کہ عیسائیوں نے مقدس حواریوں کے مقابل پولوس کے اقوال کو کیوں ترجیح دی (الحکم ۳ اپریل ۱۹۰۲ء)

اس جگہ ہمارے سامنے جو سب سے عبرتناک بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ یروشلم میں رسولوں کی تنظیم اور حواریوں کی موجودگی کے باوجود پولوس ان تمام تربیت یافتہ بزرگوں پر کیسے غالب آگیا؟ ان دنوں "وادیٔ قمران" کے غاروں سے جو صحیفے برآمد ہوئے ہیں ان میں تو کچھ ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے یہ خیال فکر اور تردد کی شکل اختیار کر لیتا ہے مبادا جماعت احمدیہ بھی ایسے حالات سے دوچار ہو۔

وادیٔ قمران

وادیٔ قمران کے صحیفوں میں مرقوم ہے کہ اس علاقے میں ایسے مسیحیوں کی بڑی تعداد موجود تھی جو جناب مسیح کی اصل تعلیم پر عمل پیرا تھے۔ یہ صرف عمل پر ہی کفایت نہیں کرتے تھے بلکہ ان بزرگوں نے جناب مسیح کی اصل تعلیمات کو محفوظ کرنے کے لئے زبردست انتظامات کئے تھے۔ ان کی خانقاہیں اور درسگاہیں تھیں۔ تالیف و تصنیف کا ادارہ تھا۔ دعوۃ و تبلیغ کی نظارت تھی۔ یہ بزرگ بڑے خلوص و انہماک کے ساتھ ان کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے تھے۔ اور انہیں ضبط تحریر میں رکھنے کے لئے ہمیشہ تالیف و تصنیف میں لگے رہتے۔ اس مقصد کے لئے وقف زندگی اور وقف اموال کی تحریک بھی چلائی گئی تھی جو کامیابی کے ساتھ چل رہی تھی۔ ان بزرگوں کو حضرت مسیح کی تعلیمات کی حفاظت کا اتنا خیال تھا کہ خانقاہ قمران کے دستور العمل میں ان صحیفوں کی حفاظت کرنا اس خانقاہ کے ممبروں کا فرض بتایا گیا ہے۔ ساتھ ہی ان صحیفوں میں بار بار مسیحیوں کو ایک ایسے آدمی سے ہشیار کیا گیا ہے جو مسیح کا نام لے کر مسیحیت کو بگاڑ رہا ہے۔ اور مسیحیوں میں گمراہ کن خیالات کی اشاعت کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں صدر اوّل کے مسیحیوں کو پولوس ہی کی فساد انگیز حرکات سے خبردار کیا گیا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ حق پرستوں کی ایسی جماعت پر تنہا پولوس رسول غالب آگیا۔

پولوس کے اثر و نفوذ کی وجہ

اس کی وجہ جو سمجھ میں آسکتی ہے وہ یہ ہے کہ جناب مسیح کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنے والے وہی تھے جو نسلاً یہودی تھے ۶۶ء میں جب یہودیوں نے رومی حکومت کے خلاف بغاوت کی طیطس رومی نے اس بغاوت پر قابو پانے کے لئے جہاں یروشلم اور ہیکل کو تباہ و برباد کیا، وہیں "وادیٔ قمران کے مسیحی یہودی بھی اس غصہ و انتقام کی زد میں آ گئے۔ مغرور و غضبناک فاتح کو موسوی یہودیوں اور مسیحی یہودیوں میں فرق کرنے کی کیا ضرورت تھی اس نے وادیٔ قمران کے مسیحیوں کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔ ان کی خانقاہیں اور درسگاہیں وغیرہ ویران ہو گئیں اور وہ لوگ اس مرکز کو چھوڑ کر صحرائے عرب کی طرف چلے گئے۔

دوسری طرف پولوس رسول کے ماننے والے تھے اور وہ غیر مختون یعنی غیر یہودی تھے اس لئے طیطس رومی کی یلغار سے یہ محفوظ رہے۔ اور سلطنت روم کے مختلف علاقوں میں معمول کے مطابق زندگی گذارتے رہے۔ آگے چل کر رومیوں اور یورپ کی دوسری قوموں کو پولوس ہی کے شاگردوں کے ذریعہ جناب یسوع مسیح کی بشارت ملی۔ اس لئے ان تمام کلیساؤں میں پولوسی خیالات نافذ ہو گئے اور پولوس جو پہلے ہی مذہب میں اباحت و مداہنت کی دعوت دیتا تھا اس کی یہ دعوت غیر مختونوں میں خوب مقبول ہوئی۔

قسیس و رہبان

یہاں پہونچ کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا سچے مسیحی ہلاک ہو گئے۔ اور دوسروں نے ان کے مقابل فروغ پایا؟ تو واضح ہو کہ یہ خیال صحیح نہیں۔ ان راستباز مسیحیوں کو خدا نے دوسری طرح نوازا۔

قرآن کریم نے مسیحیوں کے بعض فرقے یعنی "قسیس اور رہبان" کی بہت تعریف کی ہے۔ قرآن کی یہ تعریف پولوسی مسیحیوں پر صادق نہیں آتی۔ اس آیت میں دراصل انہی "ایسینی" فرقے کے مسیحیوں کا ذکر ہے جو وادیٔ قمران کی تباہی کے بعد صحرائے عرب میں آکر بس گئے تھے۔ خدا نے ان مسیحیوں کو دولتِ ایمان سے نوازا اور یہ آہستہ آہستہ دائرۂ اسلام میں آتے گئے یعنی بعثتِ مسیح کا اصل مقصد ان مسیحیوں نے پالیا اور وہ اس نبی پر ایمان لے آئے، جن کی بشارت دینے جناب یسوع مسیح مبعوث ہوئے تھے۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جن جن مسیحیوں کو ایمان لانے کی توفیق ملی ان میں سے ایک بڑی اکثریت نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ ان کو اس ایمان کی سعادت جناب یسوع مسیح کی اس بشارت ہی کے باعث ملی جو سینہ بہ سینہ ان کے ہاں محفوظ چلی آتی تھی۔

مقدس حواریوں کی مخالفت

وادیٔ قمران کے غاروں میں سے اب تک جو صحائف نکل چکے ہیں، اور ان میں سے اب تک جن صحیفوں پر ریسرچ ہو چکی ہے، اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ صادق اور راستباز مسیحی، پولوس رسول سے بہت رنجیدہ خاطر تھے۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ اس شخص کے ہاتھوں دین مسیح کی بربادی کی بنا ڈالی جا رہی ہے۔ وہ مسیحیوں کو اس کی ان گمراہ کن حرکات سے خبردار بھی کر رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس کے مقابل پولوس کا ردّ عمل بھی بہت سخت ہوگا۔ اور اس نے بھی ان مسیحیوں کے خلاف ایک مہم چلا رکھی ہوگی۔ نئے عہد نامہ میں پولوس رسول کے جو خطوط ہیں ان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے

جناب مسیح کے حواریوں میں پطرس، یوحنا، اور یعقوب بہت نمایاں شخصیتوں کے مالک ہیں۔ پطرس تو جناب مسیح کے جانشین کہلاتے ہیں اور غالباً یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو دو انبیاء پر ایمان لانے کی سعادت ملی تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح پر ایمان لانے سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے بھی بپتسمہ لیا تھا۔ اگرچہ ان سے حضرت مسیح کی گرفتاری کے وقت بڑی بھاری لغزش ہوئی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں ایمان کی چنگاری سلگ رہی تھی۔ اس وقت شاید ان کو واقعۂ صلیب کے دوررس نتائج کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔ مگر اس کے بعد ان کا جذبۂ ایمان بیدار ہو گیا اور وہ چنگاری بھڑک کر شعلہ بن گئی۔ انہوں نے خدا سے اس لغزش کی معافی چاہی۔ یہی وجہ ہے کہ جب جناب مسیح واقعۂ صلیب کے بعد ان کو ملے تو کوئی سرزنش نہیں کی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اے پطرس اب تو میرے برّوں کو چرا (یوحنا ۲۱/۱۵) اسی طرح یوحنا، یعقوب، اور برنباس وغیرہ بھی جناب مسیح کے برگزیدہ حواری تھے۔ ساتھ ہی سابقون الاوّلون میں تھے۔ ان مستند و معتبر شخصیتوں کے مقابل پولوس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ جناب مسیح ان پر عالم کشف میں ظاہر ہوتے یا دمشق کی سڑک پر اچانک مڈبھیڑ ہو گئی۔ ان میں سے کسی کا کوئی دوسرا عینی شاہد نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ خود اپنے کو معتبر بناتا ہے اور اس واقعہ کو اتنی بار دہراتا ہے کہ سننے والے یقین کرنے پر مجبور ہو جائیں

لیکن اس کے باوجود کہ پولوس کو جناب مسیح کے دربار میں کوئی رسائی نہیں تھی وہ اپنے کو پطرس وغیرہ مقدس حواریوں سے معزز قرار دیتا ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ جناب مسیح کے دربار سے نامختونوں میں اشاعتِ مسیحیت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں۔!

(باقی آئندہ)

کنہ پورہ کشمیر میں جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی سالانہ کانفرنس

رپورٹ مرسلہ مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ کشمیر

پس منظر

۱۹۴۷ء کے بعد جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کے اندر ایک جمود سا چھا گیا ہوا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ ہم اپنے مقدس مرکز قادیان سے عارضی طور پر منقطع سے ہو گئے تھے۔ اس بات کا شدید احساس ہر مخلص احمدی کو تھا۔ ۱۹۵۸ء میں جب مرکز کو کشمیر کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی سہولیات میسر آئیں تو جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان اور مولانا شریف احمد صاحب امینی پر مشتمل مرکزی وفد نے ہماری وادی کا دورہ فرما کر ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کی ان تھک کوششیں فرمائیں۔ ان کے بعد پھر دوسرے سال مولانا شریف احمد صاحب امینی تشریف لائے اور انہوں نے محسوس کیا کہ کشمیر کے احمدی ایک نئی روحانی کروٹ لینے کے لئے بیتاب ہیں۔ انہوں نے سرینگر میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرایا اور اس طرح سے کشمیر کے احمدیوں نے پھر سے ایک وحدت میں آنے کی اہمیت کو محسوس کیا۔ ۱۹۶۱ء میں مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کشمیر کی جماعتوں کا دورہ کرنے آئے۔ ان مرکزی تبلیغی اور تربیتی دوروں نے اگر ایک طرف کشمیر کے احمدیوں کی تبلیغی حس کو بیدار کیا وہاں انہیں یہ بھی محسوس ہؤا کہ صوبائی سطح پر ہم اس طرح منظم نہیں جس طرح کہ ہمیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ۱۹۶۲ء میں جب مولانا سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی کشمیر کا دورہ کرنے آئے تو ان کے اعزاز میں کشمیر کی تمام جماعتوں نے عظیم الشان جلسے منعقد کرائے۔ جن میں شورت، کنی پورہ، یاڑی پورہ، آسنور، رشی نگر، ماندوجن، شوپیاں، مانلو، سرینگر، بانڈی پورہ، اندھورہ، سنعہ بناڑی، وغیرہ کی جماعتوں نے انتہائی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ اور مولانا سمیع اللہ صاحب نے مرکز کی ہدایت کے مطابق تمام مذکورہ بالا جماعتوں کو صوبائی انجمن کی از سر نو تشکیل کے لئے منظم فرمایا۔ اور ان کی قیادت میں ۲۰/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بمقام کنی پورہ صوبائی انجمن کی از سر نو تشکیل ہوئی۔ اور مرکز کی منظوری کے بعد صوبائی انجمن نے ایک نئے عزم اور ایک نئے ولولے کیساتھ میدان عمل میں قدم رکھا۔ ۲۲/جون ۱۹۶۳ء کو بمقام یاڑی پورہ صوبائی انجمن کی پہلی میٹنگ منعقد ہوئی۔ جمعیت اہلحدیث کے کشمیری آرگن "المسلم" نے اس میٹنگ کے فوراً بعد یہ ریمارکس دیتے کہ

"یہ کشمیر میں پھر سر اٹھا رہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کو اپنی کوششوں میں ناکام بنایا جائے۔"

لیکن اس کے بعد سرینگر، کنی پورہ، شورت میں منعقدہ اجلاسوں میں صوبائی انجمن نے یہ فیصلہ کیا کہ موضع کنی پورہ، کولگام، اسلام آباد کشمیر میں اسی شان کے ساتھ ۱۵/ستمبر کو جلسہ سالانہ منعقد کیا جائے۔ جس شان کے ساتھ ۱۹۴۷ء سے پہلے جماعت ہائے کشمیر جلسے منعقد کیا کرتی تھیں۔ اس فیصلے کے بعد تمام جماعتیں جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے سرگرم عمل ہوئیں اور جملہ صوبائی عہدیداران اور مبلغین جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کی کوششیں کرنے لگے۔ چنانچہ جلسہ کے اشتہارات بڑے سائز کے شائع کئے گئے۔ اور ہینڈ بل بھی بڑی تعداد میں شائع کئے۔ جلسہ کے لئے کشمیر کی تمام جماعتوں نے دل کھول کر چندہ دیا اور پورا تعاون کیا۔ یہ ذکر بھی برمحل ہوگا کہ انہی ایام میں آسنور اور کوریل کی جماعتیں بعض شدید مشکلات میں تھیں تاہم انہوں نے بڑے ایثار اور جذبے سے تعاون دیا۔ احباب ان جماعتوں کی اقتصادی بہتری کے لئے دعا فرمائیں۔

چنانچہ ۱۴/ستمبر ۱۹۶۳ء کو جلسہ سالانہ کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ جلسہ گاہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور اشعار جلی حروف میں لکھ کر سجایا گیا تھا مرکز سے مولانا محمد سلیم صاحب فاضل اور مولانا شریف احمد صاحب امینی ۱۳/ستمبر کو ہی پہونچ گئے تھے۔ مولانا سمیع اللہ صاحب کسی مجبوری کی بناء پر تشریف نہ لا سکے۔ گو اشتہارات میں ان کا نام بھی شائع کیا گیا تھا۔

۱۴/ستمبر کی شام کو جماعتوں کے ڈیلیگیٹ حضرات کا جلسہ منعقد ہؤا جس میں انہوں نے جماعتی تنظیم سے متعلق تجاویز پیش کیں۔ اور بعض فیصلے ہوئے۔ اسی اجلاس میں ۱۵/ستمبر کو منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کیلئے پروگرام اور طریق کار وضع کیا گیا۔ اور جلسہ کے انتظامات کے مختلف شعبے مختلف حضرات کو تفویض کئے گئے۔

کارروائی جلسہ سالانہ ۱۵/ستمبر ۱۹۶۳ء

۱۵/ستمبر کی صبح کو تمام کارکنان اپنے اپنے انتظامات میں جُت گئے۔ ایسا لگتا تھا کہ کنی پورہ کی بستی نے ایک نیا روپ دھار لیا ہے۔ کنی پورہ کی سڑکیں رنگ برنگ محرابوں اور دروازوں سے سجی ہوئی تھیں۔ جلسہ گاہ آراستہ پیراستہ تھی۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت مسلمان حضرات اور پنڈت صاحبان بھی کثرت کے ساتھ تشریف لائے۔ حتی کہ جلسہ گاہ بھر گئی۔ دس بجے جلسہ کی کارروائی زیر صدارت محترم بابو تاج الدین صاحب پراونشل امیر شروع ہوئی۔ مولانا شریف احمد صاحب امینی نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور عبدالسلام صاحب لون رشی نگری نے نظم پڑھی:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اس کے بعد غلام نبی صاحب ناظر نے کشمیری نظم سنائی۔ محترم صوبائی امیر صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا

محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے وہ روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا جو اسی جلسہ کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ارسال فرمایا تھا۔ سامعین نے نہایت توجہ اور انہماک سے پیغام کو سنا (یہ پیغام علیحدہ طور پر بدر ۳/اکتوبر کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے)

مولانا عبدالواحد صاحب فاضل آسنوری نے ہستی باری تعالےٰ کے موضوع پر تقریر فرمائی اور اس کے ثبوت میں کائنات کا وسیع اور عظیم الشان وجود اور کارخانہ عالم کا مسلسل اور مربوط انتظام پیش کیا۔ آپ نے انبیاء کرام کے پاکیزہ وجود کو پیش کر کے بتایا کہ کس طرح بظاہر ان کمزور ہستیوں کی تائید و نصرت کر کے ہر زمانہ میں اللہ تعالےٰ اپنی ہستی کو دنیا پر ظاہر کرتا رہا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ خدا کے ثبوت کے طور پر آپ نے پیش کیا۔ اور پھر موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیابیوں کا غیر معمولی مخالف حالات میں ظاہر ہونا پیش کیا۔

دوسری تقریر "سیرت النبی صلعم" کے موضوع پر مولانا شریف احمد صاحب امینی نے فرمائی۔ آپ نے فرمایا یہ اتنا وسیع اور اہم موضوع ہے کہ ایک تقریر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ لیکن جب مجھ جیسے ناچیز کو اس پیارے موضوع پر بولنے کی دعوت دی جاتی ہے تو فخر و انبساط سے میری گردن اونچی ہو جاتی ہے۔ آپ نے سرور کائنات رسول کریم کی خدمت میں علیک الصلوٰۃ علیک السلام کا ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا اب تو تمام مہذب دنیا سیرتِ اقدس کے بیان کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں اور سچائیوں کو اپنا رہی ہے۔ مشہور انگریز مفکر و مصنف برناڈ شا تصدیق کرتے ہیں کہ "اگر آج محمدؐ ہوتے تو دنیا میں ہر طرف امن ہی امن ہوتا۔ دنیا آہستہ آہستہ اسلام کی طرف جھک رہی ہے اور آج کے حالات کو دیکھ کر میں پیشگوئی کر سکتا ہوں کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہی ہوگا۔"

مقرر نے فرمایا حضور صلعم نے صرف ایک مفکر کی حیثیت سے ہی اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش نہیں فرمایا بلکہ ایک باعمل انسان کے طور پر پیش فرمایا ہے اور اپنی تعلیم اور زندگی اور اپنے قول و فعل میں مطابقت یوں پیش فرمائی کہ آپ کا اسوۂ حسنہ رہتی دنیا تک سارے جہانوں کے لئے نمونہ قرار پایا۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضور کی ساری زندگی قرآن پاک سے عبارت تھی۔ آپ نے کہا لوگ تارک الدنیا ہو کر اور تمام دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن یہ کوئی کمال نہیں کیونکہ اس طرح انسان اپنی دنیوی ذمہ داریوں سے شکست خوردہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حضور صلعم نے زندگی کے ہر شعبے میں وہ پاک نمونہ پیش فرمایا کہ آپ بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کے لئے مشعلِ راہ تھے۔ آپؐ نے اپنے بیوی بچوں احباب و اغیار کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا کہ ہر ایک آپؐ کا گرویدہ تھا

فاضل مقرر نے مختلف مثالیں اور تاریخی حقائق پیش کر کے آپ کی پاک زندگی پر روشنی ڈالی۔ اور فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کو معاف فرما دینے کے واقعہ پر اپنی موثر اور عالمانہ تقریر کو ختم کیا۔

اس کے بعد محترم حاجی بیگ محمد صاحب راٹھر کی زیر صدارت محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے [illegible] میں اپنے تجربات و مشاہدات کی بناء پر ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں موجودہ مسلمانوں کی حالت زار اور تعلیمات اسلامی سے دوری کا نقشہ کھینچ کر علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھا:

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

آپ نے فرمایا اسلام نے حسن مساوات اور اخوت کی جو عظیم الشان تعلیم دی تھی یہ اسی کا

اثر اور نتیجہ تھا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان سے
ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز
کا نمونہ تھے۔ لیکن آج ان میں یہ صفات مفقود ہیں اور وہ تشتت و افتراق کا شکار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ قوم جسے امن اور رواداری کی تعلیم کا مبلغ بنایا گیا تھا خود جادۂ اعتدال سے بھٹک کر اس فرض کی ادائی سے غافل ہو گئی۔ اور ظاہر ہے کہ اپنے اچھے نمونہ کے بغیر دوسروں کو اچھا نہیں بنایا جا سکتا۔

آپ نے فرمایا اسلام کی ساری تعلیم عالمگیر ہے اور اس کے مطابق خدا کی زمین سورج چاند ستارے وغیرہ یکساں طور پر بنی نوعِ انسان کے لئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ سب نعمتیں ساری مخلوقات کے لئے بلا لحاظ مذہب و ملت عام ہیں اور یہی عالمی اتحاد اور امن کے لئے ایک بڑی دلیل ہے۔ آپ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عیسائیوں کے ایک وفد کو اپنی مسجد میں عیسائی طریق پر عبادت کی اجازت دینے اور بیت المقدس کی فتح کے وقت حضرت عمرؓ کے عیسائیوں کے گرجا میں نماز نہ پڑھنے کے واقعات اور بعض دیگر مثالوں سے واضح فرمایا کہ اسلام امن پسند مذہب ہے

فاضل مقرر نے امنِ عالم کے لئے اسلام کی یہ عظیم الشان تعلیم بھی بیان فرمائی کہ اس نے ہر ملک ہر قوم اور ہر زمانہ میں مبعوث ہونے والے انبیاء پر ایمان لانے اور ان کو عزت و تکریم سے یاد کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔

غرض مولانا نے اسلامی تعلیمات میں سے وہ تمام اصول بیان فرمائے جو امنِ عالم کے ضامن ہیں۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس زیرِ صدارت محترم مولانا محمد سلیم صاحب ۲½ بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظموں کے بعد خاکسار نے مرکز سے آمدہ جناب ناظر صاحب امورِ عامہ، اور جناب ناظر صاحب بیت المال کے پیغامات پڑھ کر سنائے جو ہر دو بزرگوں نے خاکسار کی درخواست پر ارسال فرمائے تھے (یہ دونوں پیغامات بدر کی اسی اشاعت میں دوسری جگہ نقل کئے جا رہے ہیں۔) یہ پیغامات احباب نے بہت دلچسپی سے سُنے۔

اس کے بعد محترم مولانا امینی صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا آج ساری دنیا میں سائنس کے غلغلے بلند ہو رہے ہیں اور انسان مادی طور پر ترقی کر کے فضائے بسیط میں اڑانیں کر رہا ہے۔ مگر نتیجہ یہ ہے کہ روس کے خلائی انسان نے خلاء سے واپس آکر یہ بیان دیے کر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا مذاق اڑایا کہ خلاء میں مجھے کہیں بھی خدا نہیں ملا۔ ادھر ایک خلا باز نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تضحیک یوں کی کہ ایک کی بجائے تین خداؤں کا ڈھنڈورا پیٹا۔ گویا ایک افراط کے تاروں میں الجھ گیا اور دوسرا تفریط کی دلدل میں پھنس گیا۔ لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس کا علم ہمیں صرف روحانیت کے علمبرداروں سے ہی ہوتا ہے۔ اور ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ اسی زمین کے اوپر جا بجا اپنی تجلیات بکھیرتا ہے۔ غارِ حرا میں ان کے سامنے جلوہ نما ہوتا ہے۔ غارِ ثور میں ان کے سر پر اپنا دستِ شفقت رکھتا ہے۔ کوہ طور پر ان کے سامنے نقاب اٹھاتا ہے اور قادیان کی ایک گمنام بستی میں نزول فرما کر اسے مرجعِ خلائق بنا دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید

آپ نے فرمایا انبیاء کرام کے اسی پاک گروہ کا ایک فرد ہمارے زمانہ میں قادیان کی بستی میں مبعوث ہوا جس نے عالمِ اسلام کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہو کر آپؐ کے نقشِ قدم سے دور جا پڑے ہو۔ خدا تعالیٰ نے اب مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں تمہاری گردنوں کو آستانۂ الٰہی پر جھکاؤں اور تمہیں پھر محمد عربی کی غلامی کا جُوا پہناؤں

چنانچہ آپؑ نے مخالفتوں کے طوفانوں میں سے گذر کر ایک جماعت قائم کی جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم ہاتھ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جُوا اپنی گردنوں میں لئے دنیا کے کونے کونے میں تبلیغی جہاد کر رہی ہے احمدیت کی ستر سالہ تاریخ کہہ رہی ہے کہ لاکھوں انسان صحیح معنوں میں احمدیت ہی کے ذریعہ باعمل مسلمان بنے ہیں۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب مبلّغ سرینگر نے ختمِ نبوت کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر اکابر ملت کے حوالوں سے بتایا کہ ختمِ نبوت کا عقیدہ انہی معنوں میں صحیح ہے جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر حضور کے فرمان کی وضاحت کی اور قرآن کریم سے ثابت کیا کہ صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے اور وہ نبوت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اور آپؐ کی کامل اطاعت کر کے مل سکتی ہے وہ جاری ہے۔

آپ نے کہا یہ امر افسوسناک ہے کہ ہمارے مخالفین ہمارے عقیدہ کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

اس کے بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب منصور نے "احمدیت اور اشاعتِ اسلام" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اشاعتِ اسلام کا کام ایک بہت بڑی سعادت ہے مگر سے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے تمام افراد اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ کر ایک ایک پیسہ جمع کرتے ہیں جس سے ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کا کام کیا جا رہا ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ ہماری حقیر کوششوں کو نواز رہا ہے۔ آج دنیا کے تمام بڑے بڑے ملکوں میں احمدیہ مشن قائم ہیں اور احمدیہ پریس اپنا کام کر رہے ہیں اور بڑے وسیع پیمانے پر لٹریچر کی اشاعت کی جا رہی ہے اس کے علاوہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو رہے ہیں اور مختلف ممالک میں مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ اور یہ سارے کام ایک مٹھی بھر جماعت کر رہی ہے الحمد للہ

اس کے بعد محترم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب صدرِ جلسہ نے صدارتی تقریر فرمائی۔ آپ نے مخالفینِ احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا ذکر کیا جن کے ذریعہ انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بیخ و بُن سے اکھاڑ دینے کے ارادے کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادوں کو ناکام بنا دیا۔ آپ نے مخالفین کی بعض مساعی کی تفاصیل بھی بتائیں اور نتیجۃً احمدیت کی ترقیات کا ذکر کیا۔ آخر میں آپ نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان تاکیدی احکام کا ذکر کیا جن میں حضورؐ نے اپنی امت کو آنے والے مسیح اور مہدی کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔

آپ نے صداقتِ حضرت مسیح موعودؑ پر روشنی ڈالتے ہوئے ان علامات اور نشانات کا بھی ذکر فرمایا جو اس سلسلہ میں حدیثوں سے ثابت ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں بیان کیں جو اب تک پوری ہو چکی ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے چند اعلانات پڑھ کر سنائے جن میں مبلغین کرام کے آئندہ دورہ کا پروگرام بھی تھا۔ بعد ازاں صدرِ جلسہ محترم مولانا محمد سلیم صاحب نے لمبی اجتماعی دعا کرائی اور ہمارا یہ جلسہ سالانہ بفضلہ تعالیٰ خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔

اس جلسہ کی کارروائی کو کم از کم چھ ہزار نفوس نے سنا جو دور دراز سے تشریف لائے تھے۔ ہم ان سب بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں جنہوں نے اپنے کام اور وقت کا حرج کر کے جلسہ میں شمولیت کی اور جلسہ کو کامیاب بنایا

علاوہ ازیں جن مقامی اور صوبائی احباب اور عہدیداران نے اس جلسہ میں کسی نہ کسی رنگ میں بھی تعاون پیش کیا اور جلسہ کے انتظامات کو احسن طور پر نبھایا۔ میں ان سب کا مقامی جماعت اور صوبائی انجمن کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔

کشمیر کی تمام احمدیہ جماعتوں، اور صوبائی انجمن احمدیہ حضرت صاحبزادہ میرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی خاص طور پر ممنون ہیں کہ آپ نے ہماری درخواست کو قبول فرما کر سلسلہ کے علماء کرام کو یہاں بھجوایا اور اپنے پیغام سے بھی نوازا

علاوہ ازیں محترم ناظر صاحب امورِ عامہ اور محترم ناظر صاحب بیت المال بھی اپنے اپنے پیغامات کے لئے ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جناب مولانا محمد سلیم صاحب اور مولانا امینی صاحب بھی دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے تشریف لائے جزاھم اللہ احسن الجزاء

احباب دعا فرمادیں کہ ہمارے اس جلسہ کے اثرات دیرپا ہوں اور کشمیر کی احمدیہ جماعتیں روحانی طور پر پوری طرح بیدار ہو جائیں۔

تحریکِ جدید دفترِ دوم کا ۱۹واں سال

جیسا کہ پہلے بھی اعلانات کئے جاتے رہے ہیں تحریکِ جدید کے دفترِ دوم کا یہ آخری سال گذر رہا ہے۔ گویا اس کا پہلا دَور اکتوبر ۱۹۶۳ء کے آخر میں ختم ہو جائے گا۔ اور دفترِ دوم کی یادگاری کتاب شائع کرنے کی تیاریاں شروع ہو جائیں گی۔

جن احباب نے دفترِ دوم میں کلیۃً یا جزوی طور پر حصہ نہیں لیا ان کے لئے موقعہ ہے کہ وہ اپنے بقیہ سالوں کے چندے ادا کر کے یادگاری کتاب میں اپنے نام شائع کروا کر موجودہ اور آئندہ نسلوں کی دعاؤں کے مستحق ہوں۔ اور ثواب حاصل کریں۔

جن احباب نے دفترِ دوم میں بالکل حصہ نہیں لیا وہ اب بھی ۱۹ سالوں کا چندہ یکمشت ادا کر کے شامل ہو سکتے ہیں۔

جن احباب نے جزوی طور پر حصہ لیا ہے یعنی وہ صرف بعض سالوں کا چندہ ادا نہیں۔ وہ بھی اپنے بقایا ادا کر کے اپنے نام اس یادگاری کتاب میں شائع کروا سکتے ہیں۔

جو احباب اپنے بچوں یا والدین یا آنحضرت صلعم یا کسی اور بزرگ کی طرف سے چندہ دینا چاہتے ہوں ان کے لئے بھی موقعہ ہے۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نظارت امور عامہ و نظارت بیت المال کے

پیغامات

کنی پورہ کشمیر میں جماعتہائے احمدیہ کشمیر کا سالانہ جلسہ ۱۵ستمبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہوا جس کی مفصل روداد الگ شائع کی جا رہی ہے۔ اس موقعہ پر مرکز سے جناب ناظر صاحب بیت المال و جناب ناظر صاحب امور عامہ نے صوبائی انجمن کشمیر کے جنرل سیکرٹری کی درخواست پر جو پیغامات ارسال کئے تھے ان کا مکمل متن درج ذیل ہے:۔

ایڈیٹر

۱۔ نظارت بیت المال کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت مکرم جنرل سیکرٹری صاحب صوبائی انجمن احمدیہ کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ نے فرمائش کی ہے کہ مورخہ ۱۴-۹-۶۳ صوبائی انجمن احمدیہ کی کانفرنس کے لئے نظارت بیت المال کی طرف سے آپ کو پیغام بھجوایا جائے۔

وزارت بحالیات کے ساتھ احمدیہ ایریا کی جائدادوں کے تعلق میں بعض اہم کاموں کے لئے مجھے متواتر سفر میں رہنا پڑا ہے اس لئے کچھ تفصیل سے تحریر کرنے کا وقت نہیں نکال سکا۔ تاہم آپ کی خواہش کے مدنظر اور حصول ثواب کی خاطر چند سطور تحریر کر رہا ہوں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دنیا کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے جو بیج آپ کے علاقہ کشمیر میں ڈالا گیا ہے، اس کی آبپاشی اور نشوونما کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنے کی ذمہ داری آپ دوستوں کے سپرد ہے

اس مادی کشمکش کے دور میں آج احمدیت اپنی ابتدائی حیثیت سے نکل کر دنیا کے تمام کونوں میں پھیل چکی ہے۔ اور تمام دنیا کی نظریں ہماری طرف ہیں۔ اگر ہم نے اسلام کی عملی صورت کو اپنے حسن کردار سے پیش کر کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد بیعت کا فی الحقیقت ثبوت دیا تو ہم اپنے دینی فرض کو پورا کرنے والے ہوں گے اور آئندہ آنے والی نسلیں ہمارا نام عزت و احترام کے ساتھ یاد رکھیں گی۔

تقسیم ملک کے بعد حالات نے جس رنگ میں پلٹا کھایا اور آپ کا علاقہ مرکز قادیان سے باوجود قریب ہونے کے کافی حد تک منقطع رہا اس کے باعث ایک وقتی سستی اور جمود کی سی کیفیت کا پیدا ہو جانا ناگزیر تھا۔ لیکن اب جبکہ گذشتہ چند سالوں سے جماعتوں کے تربیتی دورے ہو رہے ہیں اور صوبائی نظام کی از سر نو تشکیل بھی ہو چکی ہے توقع ورکھی ہے کہ آپ کے علاقہ کے دوست گذشتہ سستی اور غفلت کو دور کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ صوبائی اور مقامی عہدیداروں پر خاص طور پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اپنا بہترین عملی نمونہ پیش کر کے جماعتی ترقی اور بہبودی کے لئے ہر ممکن کوشش کریں ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ وقت ہماری کوششوں کا ایک اہم حصہ ہے اور آج کل جماعت احمدیہ ایک خاص نازک دور میں سے گذر رہی ہے۔ چند روز ہوئے جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا ایک عظیم صدمہ پہونچا ہے۔ جس کے زخم ایک لمبے عرصہ تک تازہ رہیں گے۔ آپ کا سانحہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک زلزلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اگر ہم فرض شناسی کا ثبوت دیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ایک نئے عزم کے ساتھ حرکت و عمل سے کام لے سکتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کا وجود ایک سراپا خدمت، عمل اور امام وقت کی کامل اطاعت کا بہترین نمونہ تھا۔ جسے ہم اپنے لئے مشعل راہ بنا کر اپنے اندر ذمہ داری کا صحیح احساس پیدا کر کے اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں جو آپ کی وفات سے پیدا ہوا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعتہائے احمدیہ کشمیر کے احباب کی اکثریت غرباء پر مشتمل ہے لیکن ہماری مشکلات کا اصل حل بھی یہی ہے کہ باوجود ذاتی اور خاندانی مشکلات اور ضروریات کے ہم اپنے اوپر تلخی وارد کر کے خندہ پیشانی اور بشاشت ایمان کے ساتھ قربانی اور ایثار کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ کیونکہ زندہ قوموں اور روحانی جماعتوں کا یہی طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔

میری طرف سے صوبائی اجلاس میں شرکت کرنے والے تمام احباب کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کا پیغام پہونچا دیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کانفرنس کو ہر لحاظ سے کامیابی اور نیک نتائج کا موجب بنائے اور آپ کی جملہ نیک مساعی کو اپنے فضل سے نوازے آمین۔ فقط والسلام

خاکسار عبدالحمید عاجز

ناظر بیت المال قادیان ۹-۹-۶۳

۲۔ نظارت امور عامہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران جماعتہائے احمدیہ کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری جماعت ہائے احمدیہ کشمیر نے مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں سالانہ احمدیہ کانفرنس کے لئے جو ۱۴، ۱۵ ستمبر کو منعقد ہو رہی ہے کوئی پیغام ارسال کروں۔ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ایک عرصہ کے جمود کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعتہائے احمدیہ کشمیر بالخصوص عہدیداران جماعت کو یہ توفیق ملی ہے کہ وہ تبلیغی اور تربیتی اعتبار سے اپنا قدم آگے کی طرف بڑھا رہے ہیں۔ کشمیر کا خطہ تفریح کرنے والوں کے لئے تو "جنت نظیر" کے نام سے مشہور ہی ہے لیکن احمدیت کے نقطۂ نگاہ سے بھی یہ علاقہ بہت اہم ہے۔ اسی میں بنی اسرائیل کے عظیم الشان پیغمبر اور مصلح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنی زندگی کا آخری حصہ گذارا۔ اور یہیں پر آپ وفات کے بعد مدفون ہوئے۔ اسی ریاست میں حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور شاہی طبیب کے زندگی کا ایک بڑا حصہ گذارا۔ اور آپ رضی کے وجود سے اہالی کشمیر نے بے شمار روحانی علمی اور جسمانی فوائد حاصل کئے۔ خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے قدوم میمنت لزوم بھی اس سرزمین پر پڑے۔ اور جماعت کے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہ صرف یہ کہ اس علاقہ کو اپنے مبارک قدموں سے نوازا۔ بلکہ اس کے باشندوں کی روحانی جسمانی رستگاری کے لئے آپ نے بطور صدر "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کے عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ اس ریاست کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ پر ابتدائی زمانہ میں ایمان لانے والوں اور آپ کی پاکیزہ صحبت اٹھانے والوں کی ایک بڑی تعداد اس ریاست سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ مبارک وجود اگرچہ ایک ایک کر کے وفات پا کر ہم سے رخصت ہو چکے ہیں اور صرف چند ایک باقی ہیں۔ لیکن ان پیشرو بزرگوں کے پاک نمونے اور بے نفس قربانیاں آج بھی ہمارے ایمانوں کو تازہ اور روحوں کو جلا دینے کے لئے کافی ہیں۔ پس کشمیر کے خطہ کو اللہ تعالیٰ نے جو شرف بخشا اور اہمیت عطا کی ہے، وہ اس کو ایک خاص مقام پر فائز کرتی ہے۔ لیکن ایسا بلند مقام زیادہ ذمہ داریاں بھی اپنے ساتھ لاتا ہے پس آپ احباب کو چاہیئے کہ آپ ان ذمہ داریوں کو اٹھانے کیلئے پوری جدوجہد، کوشش اور مخلصانہ دعاؤں سے کام لیں تاکہ آپ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں دین اسلام کی حیات اور زندگی کا ثبوت ملے۔ آپ کے اخلاق اتنے بلند ہوں کہ آپ کے دشمن بھی ان کو اعلیٰ نمونہ کے طور پر پیش کریں۔ اور جب آپ اپنے پسندیدہ کردار کے ساتھ غیروں کو دین حق کی طرف دعوت دیں تو وہ آپ کی طرف مائل ہونے کے لئے مجبور ہو جائیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

> "خوش اخلاقی ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے .... اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا یہی مفہوم ہے اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا خصوصاً آجکل کے زمانہ میں۔ لیکن اگر پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص بااخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جو رجوع ہوتا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ اخلاق حسنہ کی زد ان لوگوں پر پڑتی ہے جو کئی قسم کے نشانات دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پاتے"

برادران! یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب کوئی شخص اس کے دین کی حمایت میں کمربستہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذاتی اور دنیوی کاموں کا خود کفیل ہو جاتا ہے اور تبلیغ حق کرنے والوں کے متعلق تو حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ "مبشروں کا زوال نہیں ہوتا"۔ پس آپ آسمانی پیغام کی بشارت دینے والے بن جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہر زوال سے محفوظ رکھے گا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ بھی الہام ہے وَاللّٰہُ مَعَهُمْ حَيْثُ مَا كَانُوْا نَبِيَّتُهُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ کہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی وہ ہوں اگر وہ اپنے عہد بیعت میں سچے ہیں۔ پس ہم میں سے کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل کرنے کے لئے اپنے عہد کو جو اس نے بیعت کرتے وقت کیا تھا خلوص اور صدق سے نہ نبھائے۔

محترم بھائیو! آخر میں میں آپ سے گذارش کرتا ہوں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

لیڈر

۔۔ مخصوص قسم کے علم کلام کے ذریعہ ہے۔ جسے فی زمانہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے پیش کیا۔ اور مبلغین جماعت احمدیہ نے اپنایا۔ ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ جب تک اس علم کلام کو اختیار نہ کیا گیا تو چاہے مصر کی ازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل مبلغین افریقہ چلے جائیں۔ یا مدینہ یونیورسٹی کے تیار کردہ علماء وہاں پہونچیں ان میں سے کسی کو بھی وہ کامیابی ہرگز نہ ہو سکے گی جس کا ریکارڈ احمدی مبلغین کے ذریعہ قائم ہو چکا۔

معاصر الجمعیۃ کے متذکرۃ الصدر نوٹ کی آخری سطر میں جو مشورہ دیا گیا ہے، وہ بڑا ہی قیمتی ہے۔ کاش! اس سرزمین میں جانے والے اس کو اپنا نصب العین بنائیں۔ ورنہ عام طور پر تو دیکھا یہی گیا ہے کہ جس میدان میں احمدیہ جماعت نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ جونہی دوسرے فرقوں کے مسلمان وہاں پہنچے انہوں نے اصل محاذ کو چھوڑ کر احمدیوں کے خلاف ہی منافرت پھیلانا شروع کر دی۔ اس طرح خود تو آگے بڑھنے سے رہے الٹا احمدیوں کے سامنے بھی ایک دیوار کھڑی کر دی۔ اور نتیجۃً اسلام کی متوقع ترقی رک گئی۔ اس سلسلہ میں جہاں تک ہم احمدیوں کا تعلق ہے۔ خدا شاہد ہے کہ دنیا کے کسی کونے سے بھی مسلمانوں کی طرف سے جب بھی ایسی آواز اٹھتی ہوئی سنتے ہیں کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے لئے میدان میں آنا چاہتے ہیں سب سے بڑھ کر ہمیں خوشی ہوتی ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ درحقیقت یہی اصل کام تھا جس کی طرف ہمارے بھائیوں کو اب توجہ ہوئی۔ مگر کیا کیا جائے۔ اس وقتی جوش کا جو احمدیوں کی نمایاں کامیابی کو دیکھ کر کسی کسی وقت دیکھنے میں آ جاتا ہے۔ مگر کچھ وقت گذرنے کے بعد اس کا پتہ تک نہیں چلتا جیسا کہ معاصر الجمعیۃ نے صدر ناصر کی طرف سے افریقہ میں مبلغین بھجوانے کی اسکیم کا اشارۃً ذکر کیا ہے اصل بات تو یہ ہے کہ محض نعرے لگانے یا وقتی طور پر کسی قدر جوش دکھانے سے یہ کام سرے نہیں چڑھ سکتا۔ اس کے لئے تو لگاتار محنت اور عملی جد و جہد اور تن من دھن کی مسلسل قربانیوں کی ضرورت ہے جس کے لئے اسی صورت میں ایک جماعت کی

بقیہ از صہ ۲

جماعت تیار ہو سکتی ہے جبکہ اس کے اندر اسلام کے ساتھ غیر معمولی محبت کا جذبہ ہو۔ تبلیغ اسلام کے کام کی ایسی لگن ہو کہ دیوانہ وار میدان میں کود جائیں۔

خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت میں یہ سب خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ امام الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیوں کے ایک ایک فرد کو تازہ ایمان نصیب ہوتا ہے۔ اس کے اندر اسلام کی خدمت کا وہ جذبہ ابھرتا ہے کہ اپنے مال اور جان کی قدر و منزلت اس بلند مقصد کے مقابلہ میں بہت ہی معمولی نظر آتی ہے۔ تب وہ دین کی راہ میں مال بھی دیتا ہے اور زندگی بھی وقف کرتا ہے اور اپنے بال بچوں اور اعزہ و اقرباء کو چھوڑ کر دور دراز تپتے صحراؤں اور گھنے جنگلات میں جا نکلتا ہے۔ خدا کی راہ میں طرح طرح کی تکالیف اٹھانے اور دکھ سہنے میں لذت اور سرور پاتا ہے۔ تب خدائے ذوالعرش ایسے مجاہدین کی مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالتا ہے۔ ان کی زبان میں وہ تاثیر رکھتا ہے کہ منہ سے نکلی ہوئی بات دلوں میں اثر کرتی ہے۔ اور دیکھنے والے احمدی مجاہدین کو ایک نرالی مگر پُر خلوص و محبت شان میں دیکھتے ہیں۔ سینکڑوں اور ہزاروں میلوں کی مسافت طے کر کے آنے والوں کو ملک کے اصل باشندے اپنا حقیقی خیرخواہ اور سچا رہبر سمجھتے ہیں۔ ان کی باتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ معقول دلائل کا موازنہ کرتے ہیں تب عیسائیت کو چھوڑ کر احمدی مبلغین کے نصب کردہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے جوق در جوق جمع ہو جاتے ہیں اس کے بعد یہی احمدی مبلغین ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے ہیں

الغرض یہ ہے وہ عملی پروگرام کا کسی قدر مختصر خاکہ جس کے تحت اس وقت افریقہ کی سرزمین میں کامیاب اسلامی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اگر مصر کے علماء یا سعودی عرب کے مبلغین اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو ان کو بھی اسی راستہ کو اختیار کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ وہی رستہ ہے جو حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا عملاً رنگ میں پیش کردہ ہے اور یہی ہر سچے مومن کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے!!

سائیکل پر سفر

> مندرجہ بالا عنوان سے ایک نوٹ جناب منیر احمد صاحب بی اے کی طرف سے روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی کی ۷ رجولائی ۶۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا قریشی محمد حنیف صاحب قمر احمدی سائیکل سیاح ہیں اور آنریری مبلغ ہیں۔ انہیں تبلیغ کا ایک جنون ہے۔ اور یہ کہنا بجا ہوگا کہ وہ زندگی بھر سفر ہی کرتے رہے ہیں ہندوستان (متحدہ) کو اپنی وسعتوں پر بڑا ناز رہا ہے لیکن قریشی صاحب کے سائیکل نے ان تمام وسعتوں کو مجبور کر کے عزم انسانی کی پیٹھ کو تھپتھپایا ہے کہ "ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا" قریشی محمد حنیف صاحب قمر کے ایک بھائی قریشی فضل حق صاحب قادیان میں درویش ہیں۔ انہوں نے ہی یہ نوٹ ہمیں اشاعت کے لئے دیا ہے۔ اور ہم ان کے شکریہ کے ساتھ شریک اشاعت کر رہے ہیں —— ایڈیٹر

"موضع کنڈ ور ضلع میرپور آزاد کشمیر کے رہنے والے قریشی محمد حنیف صاحب قمر علوی نے سائیکل پر کافی سامان لوڈ کر کے سفر کرنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے جس کے اوپر عمدہ طریق سے تین بکس، دو باٹیاں، چار بیگ، سرپر چھتری، کیریئر پر ایک بڑا پوسٹر اور نیچے ایک کپڑے کا بڑا بورڈ، ہینڈل کے اوپر سامنے ایک سرخ کپڑے پر سفید سے کلمہ طیبہ لکھا ہے۔ اس کے سارے سامان کا بوجھ ۱۲۰ پونڈ (ڈیڑھ من) ہے۔ کھانا پکانے کے برتن۔ مرمت کا سامان۔ بستر۔ کپڑے کرتب۔ چارٹ۔ خشک راشن۔ کوئلہ۔ انگیٹھی سب ضروری اشیاء رکھی ہیں۔ یہ سائیکل بارہ فٹ لمبا اور ۹ فٹ اونچا بنایا ہے۔ اور یہ اس کا چوتھا سائیکل ہرکولیس کمپنی کا ہے جو کہ پندرہ سال سے زیرِ استعمال ہے۔ اس پر قریباً ۱۵ ہزار میل سفر کیا گیا ہے۔ تقسیم ملک سے قبل انہوں نے ہندوستان کے صوبہ یوپی، سی پی، اڑیسہ اور متحدہ بنگال میں لمبے سفر کئے۔ ایسی زندگی اس نے ۱۹۲۳ء سے شروع کر رکھی ہے گویا قریباً ۴۰ سال ہوئے ہیں۔ بنگالی اور اڑیسہ اور عربی فارسی اردو زبانوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعتیں بہت خوش الحانی سے پڑھ کر اور قرآن مجید اور اسلام کے فضائل سنا کر لوگوں کو مذہب اسلام کی طرف راغب کرتا ہے۔ عیسائی صاحبان کو بھی دعوت اسلام دیتا اور ان کے اعتراضات کو سن کر شافی جواب دیتا ہے۔ اس کے پاس قریباً دو درجن خوبصورت، خوش نما قلمی چارٹ بھی ہیں۔ جن پر دینِ اسلام کی خوبیاں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور خصائل لکھے ہیں۔ وہ عربی اردو انگریزی کا پینٹر اور اردو و پنجابی کا شاعر بھی ہے۔ اپنی پیشوں سے وہ اپنی روزی خود کماتا ہے۔ ۱۹۵۸ء اور پھر ۱۹۶۱ء میں اس نے لاہور سے روانہ ہو کر راولپنڈی، کوہ مری، واہ، کیمبل پور نوشہرہ، پشاور، چارسدہ، مردان، نوٹی ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، بالاکوٹ گڑھی حبیب اللہ، مظفر آباد، کوہالہ پھر کوہ مری کے پہاڑی مقامات کا مشکل سفر اکیلے اکیلے ہی کیا ہے۔ ان سفروں سے اس کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ لوگوں میں یہ تحریک کرے کہ باہمت انسان اب بھی پہلے بزرگوں کی طرح توکل علی اللہ گھر سے نکل کر اسلام کا پیغام کونے کونے پہونچا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کے شاملِ حال رہتی ہے۔ وہ اپنے سفروں کے دلچسپ حالات پھر کبھی اسی اخبار میں پیش کرے گا۔

اس کے سفروں کا ذکر ہندوستان اور پاکستان کے مختلف اخبارون میں آ چکا ہے اب وہ عنقریب کوئٹہ اور کراچی کے سفر کا بھی ارادہ رکھتا ہے۔ اس کی عمر اب ۶۶ سال ہے۔ اس کے تین بیٹے برسرِ روزگار اور ایک بیٹی ہے جو شادی شدہ ہے"

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کیلئے دعا کی تحریک

محمی المحترم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے متعلق ربوہ سے اطلاع ملی ہے کہ آپ کو شدید ضعف کی شکایت ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نور اللہ مرقدہ کی ناگہانی وفات سے آپ کی طبیعت کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور اسی روز سے مسلسل بیمار چلے آ رہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ ضعف پہلے کی نسبت بہت بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے آپ کبھی کبھی بیہوش بھی ہو جاتے ہیں احباب ان کی صحت کامل و عاجل کے لئے دعا فرمائیں خاکسار محمد حنیظ بقاپوری

بقیہ از صفحہ ۳

تو یہ ناممکن ہے کہ تمہارے کلام میں وہ طاقت اور وہ تاثیر خدا تعالیٰ پیدا نہ کرے جو دلوں کو مسخر کرنے والی ہوتی ہے۔ اس وقت تمہارا بیان اور تمہارا کلام ایک مقناطیسی اثر پیدا کریگا جس سے سخت سے سخت دل بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئینگے۔ پس اگر سچے جوش اور اخلاص کے ساتھ آپ لوگ کھڑے ہوں اگر درد مند دل لے کر آپ کام کریں۔ اگر آپ کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ ہم اور ہمارے بھائی خدا تعالیٰ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچ جائیں تو دوسرے لوگوں کے دل ایسے پتھر کے دل نہیں ہیں کہ وہ تمہاری سچی ہمدردی اور خیرخواہی کی باتوں سے خود بخود کھنچے نہ چلے آئیں اور جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اسی طرح اگر آپ اپنے قلوب کو پاکیزہ بنائیں تو کعبہ کی طرح لوگ تمہارے گرد جمع ہو جائیں گے۔

(الفضل ۲/۱ ۶۳)

درویش فنڈ

احباب جماعت و عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات کی خاص توجہ کیلئے

> "ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھے" (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں، اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے ان کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ احباب کو علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت تقسیم ملک کے وقت جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی اور صرف ۳۱۳ درویش خدمت دین، حفاظت مرکز اور دیار حبیب کو آباد رکھنے کے جذبہ سے قادیان میں ٹھہرے رہے اور انتہائی تنگی اور ہر قسم کی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ تجرد کی زندگی کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں، درویشوں کی شادیاں ہندوستان میں کی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشان اور ان کے اہل و عیال کی تعداد قریباً ایک ہزار ہو چکی ہے اور یہ امر قادیان کی آبادی کا باعث ہے۔ ان درویشان کے لئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے کہ جس سے درویش اپنے اخراجات پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشان کی جملہ ضروریات کا بار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور چندہ جات کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ اخراجات ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے سالہا سال سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا بجٹ غیر متوازن چلا آ رہا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درویشان کی ضروریات اور مرکز قادیان کی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے خاص توجہ کی ہدایت فرمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ نے فرمایا کہ

> "دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا۔ صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لاویں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو ان کی توجہ کے انتشار کا موجب ہوں حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ بھائی قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ کے ارشاد کی تعمیل میں درویش فنڈ کی تحریک کا آغاز کیا گیا۔ ابتدا میں مخلصین نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لیکن اب کچھ عرصہ سے اس آمد میں بہت کمی ہو گئی ہے حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں اضافہ کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی "درویش فنڈ" کی تحریک کا بجٹ آمد ساڑھے تیرہ ہزار روپے رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ اور لازمی چندہ جات کی پوری ادائیگی کے ساتھ "درویش فنڈ" کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اس مالی سال کی ششماہی اول میں سے چار ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن وعدہ جات بجٹ سے بہت کم ہیں۔ اس وقت سارے وعدے قریباً پانچ ہزار ہیں۔ اور وصولی صرف ساڑھے تین ہزار ہے۔ مرکز کی طرف سے احباب کی خدمت میں بذریعہ عہدیداران و اخبار برابر تحریک کی جا رہی ہے لیکن ابھی احباب نے پوری توجہ نہیں فرمائی جس کی وجہ سے آمد کم ہوئی ہے اور بار خزانہ میں اضافہ کا خدشہ ہے۔ لہٰذا جملہ صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ احباب پر اس تحریک کی اہمیت واضح کریں۔ خود نمونہ بنیں اور ہر فرد کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خدمات دینیہ کی توفیق بخشے آمین

ناظر بیت المال قادیان

وصیت

نوٹ:- یہ وصیت منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے اس پر کوئی اعتراض ہو تو وہ دو ہفتہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو اطلاع دیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

۱۳۳۶۷ میں سید جعفر حسین ولد سید فتح علی صاحب مرحوم قوم مسلمان پیشہ وکالت عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۱ء ساکن شادنگر ڈاک خانہ شادنگر ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ر جولائی ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۱- اراضی سروے ۷۱ ۲ ایک ایکڑ موقوعہ ڈوڈی تحت شمس آباد ضلع حیدرآباد آندھرا پردیش قیمت بازاری پندرہ ہزار روپے (۲) اراضی سروے ۷۶ ایک ایکڑ موقوعہ ڈوڈی تحت شمس آباد ضلع حیدرآباد آندھرا پردیش۔ قیمت بازاری دو ہزار روپیہ۔ اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرا گذارہ صرف اسی جائداد پر نہیں بلکہ مجھے وکالت کے پیشہ سے بھی آمدنی ہوتی ہے۔ اور مجموعی طور پر میری آمد ماہوار/۳۰۰ روپیہ ہے میں اس کے کل ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد سید جعفر حسین ایڈووکیٹ شادنگر۔ گواہ شد مولوی سید منیر الدین صاحب ولد امیر حسین صاحب احمدی شادنگر مستقل سکونت حیدرآباد۔ گواہ شد سید بشیر الدین احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حال مقیم شادنگر مستقل سکونت موضع سونگڑہ ضلع کٹک اڑیسہ ۱۲/۷/۶۳

قرارداد ہائے تعزیت

سیدی حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات پر جو قراردادیں جماعتوں اور افراد کی طرف سے موصول ہوتی رہی ہیں اس سے قبل انہیں تفصیل کے ساتھ شائع کیا جاتا رہا ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے پاس مندرجہ ذیل تین قراردادیں پہونچی ہیں۔ جہاں تک جذبات خلوص اور وابستگی کا تعلق ہے انہیں پہلی قراردادوں کی طرح پورا ہی شائع ہونا چاہیئے تھا لیکن افسوس کہ جگہ کی قلت کے باعث ان کے صرف نام دینے پر اکتفا کرنا پڑ رہا ہے:-

۱- محترمہ علیمہ صاحبہ سیکرٹری لجنہ منجانب لجنہ اماء اللہ سکندرآباد دکن۔ ۲- جماعت احمدیہ چارکوٹ پونچھ ۳- مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب معلم وقف جدید رانچی بہار

(ایڈیٹر)

حافظ صاحبان جماعت احمدیہ توجہ فرمائیں

رمضان المبارک کا مہینہ جیسے جیسے قریب آ رہا ہے مختلف جماعت ہائے ہندوستان سے اس امر کا شدت سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ مرکز ان جماعتوں کے لئے برائے نماز تراویح حفاظ مہیا کرے۔ لہٰذا نظارت ہذا بذریعہ اعلان ہذا جماعت کے حفاظ سے گذارش کرتی ہے کہ وہ اس متبرک مہینہ میں اپنی خدمات نظارت ہذا کو پیش کریں۔ نظارت ہذا جماعتوں کے مطالبہ کے پیش نظر ان کے تقرر کا فیصلہ کرے گی۔

متعلقہ جماعتیں حفاظ کے آمد و رفت کا کرایہ بھی ادا کریں گی اور مناسب حال خدمت بھی کریں گی۔ لہٰذا نظارت ہذا جماعت کے حافظ قرآن احباب سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے ثواب دارین حاصل کریں

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

درخواست ہائے دعا

۱- برادرم بدر الدین صاحب عاقل درویش کے والد صاحب میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا کی جائے

۲- مرزا عبد الرشید صاحب کارکن وکالت ہلوان ولد ایف اے کے امتحان میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ فیض احمد گجراتی

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۶۳ء کے صفحہ ۱۱ پر ایک وصیت ملک عبد الکریم صاحب ولد ملک غلام محمد صاحب سکنہ آسنور۔ کشمیر کی شائع ہوئی ہے۔ اس میں نمبر وصیت شائع ہونے سے رہ گیا ہے جو ۱۳۳۶۳ ہے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواست دعا | خاکسار کی اہلیہ ایک عرصہ سے بیمار ہے باوجود علاج کے تاحال نمایاں فائدہ نظر نہیں آیا جس کی وجہ سے پریشانی بہت ہے۔ احباب جماعت بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان

خبریں

سری نگر۔ ۵ اکتوبر۔ جموں و کشمیر کے سبکدوش وزیر اعظم بخشی غلام محمد نے یہاں ایک الوداعی دعوت میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ریاست جموں و کشمیر بھارت کا اٹوٹ حصہ ہے۔ بین الاقوامی سازشوں کے ذریعہ اس تعلق کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد اور باہمی وابستگی میں اضافہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ مذہبی فرق سے بالاتر نظام کو اور جمہوری طاقتوں کو مضبوط بنانا چاہیئے۔ یہ الوداعی دعوت ریاست جموں و کشمیر کے افسران کی طرف سے دی گئی تھی۔ اس میں تقریباً چار ہزار مہمان موجود تھے۔ جن میں صدر ریاست یوراج کرن سنگھ بھی شامل تھے۔

جاکرتہ۔ ۴ اکتوبر۔ صدر سوکارنو نے انڈونیشی حفاظتی فوج کو ہدایت کی ہے کہ وہ جد معانی میں جوابی انقلاب برپا کرنے والوں کی سرگرمیوں سے ہوشیار رہیں۔ ڈاکٹر سوباندریو نے کہا کہ حکومت کو ایسی اطلاعات ملی ہیں۔ انقلاب دشمن عناصر عوام کے ملائشیا کی مخالفت کے جذبہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

لندن۔ ۴ اکتوبر۔ "گارڈین" کے کمیونسٹ معاملات کے ماہر مسٹر وکٹر زورزا نے اپنی گہری چھان بین کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ چین نے فارموسا پر قبضہ کرنے کا منصوبہ ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ فارموسا پر قبضہ کرنے کا مطلب امریکہ سے جنگ ہے چاہے وہ مقامی نوعیت کی ہی کیوں نہ ہو۔

الجزیرہ۔ ۵ اکتوبر۔ الجزائر کے قبائلی علاقہ کے لیڈر الحاج احمد نے کل ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسٹر بن بالا کی یہ تجویز قابل قبول نہیں ہے کہ جنگ بند کر دی جائے۔ آپ نے کہا جب تک بن بالا کی حکومت کا تختہ الٹ نہیں دیا جاتا ہماری جارحانہ جدوجہد جاری رہے گی۔ اسی دوران میں بن بالا نے بغاوت کو فرو کرنے کے لئے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔

قادیان۔ ۶ اکتوبر۔ آج جناب پنڈت موہن لال صاحب ہوم منسٹر پنجاب منڈل کانگرس کمیٹی قادیان کی دعوت پر نیز ایک تقریب میں شمولیت کے لئے یہاں پہنچے۔ آپ نے میونسپل کمیٹی کے ہال میں لوکل پبلک سے خطاب کیا جس میں حزب مخالف کی بے ضابطگیوں کو واضح کیا۔ جناب ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے بعض اصحاب سمیت آپ سے ملاقات کی۔

انگلستان میں تبلیغی مساعی بقیہ صفحہ اول

اور بوجہ رائل ہوبلین میں ہونے کے لوگوں کے لئے یہاں آنا بہت آسان ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اس سے قبل یہاں بہائی اپنی میٹنگ کرتے تھے۔ اور اب اسی کمرہ سے انشاء اللہ ہم مسیح محمدی کا پیغام اہالیانِ برائٹن کو پہنچا سکیں گے۔ اور اہل بہا کے غلط عقاید کو رد کر سکیں گے۔ انشاء اللہ

ہفتہ وار میٹنگ ہفتہ کی شام کو چھ بجے رکھی گئی اور ۴۰۰۰ کی تعداد میں اشتہارات چھپا کر تقسیم کرنے کے لئے خاکسار دو بار برائٹن گیا۔ اور گھر گھر جا کر اشتہارات تقسیم کئے۔ اس اشتہار میں پانچ لیکچروں کے عنوانات دئے گئے تھے اور لوگوں کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ تقاریر کے بعد بحث میں حصہ لیں۔ تقاریر کے عنوانات یہ تھے:-

۱۔ اسلام کی حقیقت ۲۔ اسلام اور ادیان سابقہ ۳۔ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے ۴۔ اسلام کی تعلیم ۵۔ آنحضرت صلعم کی سوانح

لوکل اخبارات میں ان میٹنگز کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ پہلی میٹنگ مورخہ ۷ ستمبر بروز ہفتہ ۶ بجے شام مقرر تھی۔ خاکسار کے ساتھ لنڈن سے مکرم عبد العزیز دین صاحب مکرم مولوی عبد الکریم صاحب، مکرم چوہدری عبد الرحمن صاحب اور مکرم سعید احمد صاحب آف کراچی بھی تشریف لے گئے۔ مکرم امام صاحب بوجہ بیماری کے تشریف نہ لے جا سکے۔ بوجہ پہلی میٹنگ ہونے کے ہم پانچ سات سے زیادہ لوگوں کی توقع نہ رکھتے تھے۔ چھ بجے میٹنگ کا وقت مقرر تھا۔ میٹنگ سے کچھ عرصہ قبل بھی اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ پونے چھ بجے لوگ آنے شروع ہوئے اور خدا کے فضل سے چھ بجے ہال کا اکثر حصہ بھر چکا تھا۔ حاضرین میں ایک پادری بھی تھا نیز ورلڈ کانگرس آف فیتھ کی ایک سرگرم رکن، وائی ایم سی اے کی یوتھ ایسوسی ایشن کا سیکرٹری اور ایک انگریز نے بھی جو ہندو ہو چکا تھا اس میٹنگ میں شرکت کی۔

اس میٹنگ کی صدارت کے فرائض مکرم عبد العزیز دین صاحب نے ادا کئے خاکسار نے آدھ گھنٹہ تک اسلام پر تقریر کی۔ مختصراً اسلام کے تعارف کے بعد اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی تقریر کے بعد سوالات و جوابات دیر تک جاری رہے خصوصاً پادری صاحب سے خوب مباحثہ ہوا۔ مسٹر گیبریل (انگریز ہندو) نے کہا کہ وہ خود کو اسلام کے زیادہ قریب سمجھتا ہے۔ اور اس تقریر سے اتفاق رکھتا ہے۔ مکرم عبد العزیز دین صاحب نے تجویز پیش کی کہ جس ہفتہ حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچ جانے پر تقریر ہو اس دن پادری مذکور بھی عیسائیت کی طرف سے بحث میں حصہ لیں۔ پادری صاحب نے شرط پیش کی کہ اس کا اعلان اخبارات میں نہ کیا جائے۔ ۲۱ ستمبر کی تاریخ مباحثہ کے لئے مقرر ہوئی۔ ورلڈ فیتھ کانگرس کی ممبر خاتون نے کہا کہ وہ اگلی میٹنگ میں ۲۰ آدمی ساتھ لائے گی۔ تقریر کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا

پیغامات بقیہ از صفحہ ۹

کہ آپ اپنی نیتوں اور اعمال میں آسمان کی طرف نگاہ رکھیں۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لئے ہر قدم اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ دوستوں کو ہر مصیبت اور دکھ سے نجات دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ

"آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔"

پس آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو قلبی سکون اور اطمینان بخشے گا۔ اور ہر غم سے نجات عطا فرمائے گا۔ بلکہ آپ ان غموم اور آلام کو بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں، انعام الٰہی سمجھیں گے۔ اور ان میں لذت محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے اور سب جماعت کا حافظ و ناصر ہو آمین

والسلام خاکسار برکات احمد راجیکی
ناظر امور عامہ قادیان

درخواست دعا

ایک احمدی نوجوان سید خالد احمد صاحب ابن محترم سید غلام مصطفیٰ صاحب مظفر پور بہار ۲۶ ستمبر کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلینڈ روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب ان کی کامیاب مراجعت کے لئے دعا فرمائیں

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ
مظفر پور بہار